ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور

لہرائیں گے ہم پرچمِ افکار بہر طور

کہتا ہے جو دل کرتا ہوں اظہار بہر طور
مجھ کو نہیں خوفِ رسن و دار بہر طور

آقا تو بدلتے ہیں بدلتا نہیں دستور
سر پر ہے مرے جبر کی تلوار بہر طور

اِس دَور میں انصاف ہے ناپید، یہ کہنا
ہے جرم تو مجرم ہوں میں سرکار بہر طور

سی دیجئے لب، مجھ سے تو رکتی نہیں فریاد
مجبور ہوں میں، آپ ہیں مختار بہر طور

برسائیں گے پتھر، مجھے دیوانہ سمجھ کر
اِک بات کہوں گا سرِ بازار بہر طور

اس دَور میں ہم سرمد و منصور سے کم ہیں؟
لٹکائیں ہم کو بھی، سرِ دار بہر طور

ہر چند ادیبانِ وطن ہاتھ قلم ہوں
لہرائیں گے ہم، پرچمِ افکار بہر طور

میں چاہوں نہ چاہوں وہ امینؔ چاہیں نہ چاہیں
پہنچیں گے وہاں تک مرے اشعار بہر طور

شاعرِ اسلام سید امینؔ گیلانی

یکے از مطبوعات جمعیۃ علماءِ اسلام پاکستان مرکزی دفتر چوک رنگ محل لاہور فون ۹۰۷۱۵

علم وتحقیق

قسط ۳

حجیت حدیث

(از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صفدر)

مگر تم حدیث کا انکار کر کے نمازوں کی تعداد میں نماز کی کیفیت اور رکعات جیسی اصولی باتوں میں اختلاف کا شکار ہو گئے، تم نے نماز کے اوقات اور مقدار میں گڑ بڑ کر دی ۔ اب اگر حدیث سے افتراق پڑتا ہے تو تم نے تو حدیث کا انکار کر دیا ہے اور صرف قرآن پاک کو ماننے والے ہو تم میں یہ اختلاف کیسا ؟ اصول اور بنیاد میں یہ جھگڑا کیوں ہوگیا؟ یہ تو ایسا قصہ ہُوا کہ فرعن المطر وقام تحت المیزاب ، بارش سے بھاگا اور پرنالے کے نیچے کھڑا ہوگیا ، فروعی اور چھوٹے اختلاف سے بھاگ کر بڑے اور اصولی اختلاف کا شکار ہو گئے ۔ اگر تم یہ کہتے کہ حدیث کے ماننے والو تم حدیث کو مان کر اختلاف و افتراق میں پڑ گئے اور ہم اس کا انکار کر کے متحد ہیں تو بھی کوئی بات ہوتی ،لیکن خیر سے تمہارے گھر میں جھگڑا ہے ۔ کوئی کہتا ہے کرسی پر اللہ کہہ دو تمہاری نماز ہو گئی ، کوئی کہتا ہے ہفتہ میں صرف ایک نماز ہے ، جمعہ کی نماز کوئی کہتا ہے صبح اور عشاء کی نماز ہے ، کوئی کہتا ہے ظہر کی نماز بھی ہے ۔ اب اس اتنے بڑے اختلاف کی موجودگی میں حدیث کو افتراق کا باعث کیسے ٹھرایا جا سکتا ہے ۔

حدیث اور قرآن میں تعارض

ایک صاحب نے کہا دیکھو فلاں حدیث یہ کہتی ہے جبکہ قرآن پاک اس کے برعکس یہ کہتا ہے ۔ میں نے کہا کیا تمہیں اس میں تعارض نظر آتا ہے ؟ کہا ہاں ! میں نے کہا پھر کیا کریں ؟ کہا حدیث کو چھوڑ دو ۔ میں نے کہا تعارض میں ایک کو ضرور چھوڑ دیں ؟ کہنے لگا ہاں !

میں نے کہا قرآن پاک اٹھاؤ ، اس میں ایک جگہ یہ لکھا ہے "لِلّٰہ العزت ولرسولہ وللمؤمنین" ، عزت اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے ۔ اور دوسرے مقام پر ہے ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ ۔ اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمہاری مدد کی جبکہ تم "اذلۃ" تھے ۔ ایک آیت کہتی ہے کہ عزت مومنوں کے لئے ہے دوسری آیت انہیں "اذلۃ" قرار دیتی ہے ۔ دونوں میں سے کس کو چھوڑیں ؟ کہنے لگا کہ اس کا معنی کچھ اور کریں گے ۔ میں نے کہا اب بات بنی کہ دونوں میں سے ایک کا معنی ایسا کرو کہ دوسرے سے معارض نہ رہے ۔ اس اصول کو قرآن پاک میں مان لیا تو حدیث میں بھی تسلیم کرو ۔ اگر قرآن پاک کی آیت اور حدیث میں بظاہر تعارض نظر آئے تو حدیث کا ایسا معنی کرو کہ قرآن پاک کے معارض نہ رہے حدیث کا مفہوم اپنی طرف سے متعین نہ کرو بلکہ جو شراح حدیث نے بیان فرمایا اسے سامنے رکھو تو بات یہاں ٹھہری کہ آیت کا آیت سے بظاہر تعارض ہو تو ایک کا معنی ایسا کرو کہ دوسری سے تعارض نہ ہو ہم کہتے ہیں یہی اصول حدیث کے بارے میں بھی مان لو اسی کو تطبیق کہتے ہیں ۔ اب قرآن پاک میں ہے "لا یکلمھم اللہ یوم القیامۃ" کچھ لوگوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کریں گے ۔ دوسرے مقام پر خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ، "فوربک لنسئلنھم اجمعین" تیرے رب کی قسم ہم ان سب سے ضرور سوال کریں گے ۔ ان میں سے کس آیت کو ہم چھوڑیں ۔ حدیث کو تو ایک طرف رہنے دو اس کے ماننے سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے یہ تو قرآن پاک ہے ، اس کے ظاہری تعارض کا کیا کرو گے ؟ بات تو وہیں ٹھہرے گی کہ ایک کا معنی ایسا کرو جو دوسرے سے متعارض نہ ہو ورنہ تمہارے اصول سے تو قرآن پاک بھی نہیں بچتا ۔ اسی طرح جو احادیث تمہاری سمجھ میں نہیں آتیں ان کو عقل پر پرکھنے کی بجائے شراح حدیث کے بیان کردہ معنی کے مطابق آپس میں تطبیق دو ۔

حدیث کی حیثیت

اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ دین کی پابندی گوارا نہیں کرتے جو حدیث کے ماننے کے بعد ضروری ہے ، یہ چاہتے ہیں کہ قرآن پاک کا جس طرح مرضی ہوگی معنی کر لیں گے اور اس کے لئے بہانے تراشتے ہیں ؎ خوئے بد را بہانہ بسیار ۔ یہ کہتے ہیں کہ حدیث کی حیثیت تاریخ جیسی ہے ۔ اچھی باتیں لے لو بری چھوڑ دو ، حالانکہ حدیث اور تاریخ میں فرق ہے ۔ حدیث کو ماننا ضروری ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

ما اتاکم الرسول فخذوہ و ما نھاکم عنہ فانتھوا

جو چیز رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ ۔

یہاں یہ نہیں فرمایا کہ جو تمہاری مرضی ہو لو اور جو مرضی نہ ہو نہ لو بلکہ یہ فرمایا :۔

فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما

اور قسم تیرے رب کی یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو اپنے جھگڑوں میں حکم نہ مانیں اور پھر آپ کے فیصلہ پر دل میں کھٹکا نہ رکھیں اور اسے پوری طرح تسلیم کریں ۔

اگر صرف قرآن پاک حجت ہوتا تو یحکموک کی بجائے یحکموا القرآن ہوتا پیغمبر کی ذات کو درمیان میں نہ لایا جاتا یحکموک کہنے کا واضح مطلب یہ ہے کہ صرف قرآن کافی نہیں بلکہ پیغمبر کی ذات کا بھی تعلق ہے ورنہ اتنی طویل تعبیر کی ضرورت نہ تھی ۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا :۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی زندگی کا بہترین نمونہ ہے ۔

یعنی جس طرح آنحضرت صلعم نے زندگی گذاری ویسے ہی تم بھی گذارو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، چھ آدمیوں پر خدا کی بھی لعنت اور میں بھی لعنت بھیجتا ہوں ان میں ایک "التارک السنتی" میری سنت کو ترک کرنے والا ۔ اگر سنت اختیاری ہوتی تو اس کو چھوڑنے والا ملعون نہ ہوتا ، ملعون ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا ماننا لازمی ہے ۔

ایک موقع پر یوں فرمایا :۔ "من رغب عن سنتی فلیس منی" جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ میرا نہیں ۔

حجۃ الوداع کے موقع پر مسجد خیف منیٰ میں ہزاروں کے اجتماع میں فرمایا ۔ اے لوگو میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ۔ جب تک تم ان کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہوگے ۔ (باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدیر: زاہد الراشدی

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

قیمت: ایک روپیہ

جلد ۱۶ | جمعہ ۲۸ رمضان تا ۲ شوال ۱۳۹۳ھ مطابق ۲۶ اکتوبر تا ۲ نومبر، ۹ نومبر ۱۹۷۳ء | شمارہ ۴۲، ۴۳، ۴۴

مشرق وسطیٰ میں جنگ بندی

سلامتی کونسل نے روس اور امریکہ کی کوشش سے ایک قرارداد منظور کی ہے جس میں مشرق وسطیٰ میں جنگ کے تمام فریقوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ جنگ بند کر دیں اور اس کے بعد ۱۹۶۷ء کی سرحدوں پر واپس چلے جائیں۔

مصر اور اسرائیل نے جنگ بندی قبول کر لی ہے اور سینائی کے محاذ پر جنگ بند ہو چکی ہے مگر آخری خبریں آنے تک شام نے جنگ بندی کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا چنانچہ گولان کے محاذ پر جنگ جاری ہے۔ توقع ہے کہ جلد ہی اس محاذ پر بھی جنگ بند ہو جائے گی۔

جہاں تک اس جنگ کے نتائج کا تعلق ہے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مجموعی طور پر اس کے نتائج عرب عوام کے حق میں ہیں اور عربوں نے اس جنگ میں اپنی قوت اور صلاحیت کا لوہا منوا لیا ہے۔

عربوں کی سب سے بڑی کامیابی ان کا باہمی اتحاد و اتفاق ہے جس نے امریکہ جیسی عالمی طاقت کو بھی پریشان کر کے رکھ دیا اور جس کے پیش نظر وہ اسرائیل جو عرب علاقے خالی کرنے کے مطالبہ کا مضحکہ اڑاتا تھا، اب خود یہ پیشکش کرنے پر مجبور ہوا کہ اگر جنگ بند کر دی جائے تو وہ عرب علاقے خالی کرنے پر تیار ہے۔

دوسری عظیم کامیابی میدان جنگ میں عرب افواج کے اعتماد کی بحالی ہے۔ عربوں کی بہادری اور جفاکشی میں کوئی کلام نہیں لیکن ۱۹۶۷ء میں اسرائیل نے اچانک حملہ کر کے دھوکہ اور فریب سے عرب افواج کو جو نقصان پہنچایا تھا اس سے عربوں کا وقار خصوصاً عرب افواج کا اعتماد بری طرح مجروح ہوا تھا۔ اب ان غیور مجاہدین اسلام نے آگ اور خون کا دریا عبور کر کے اس اعتماد و وقار کو بحال کیا ہے اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ اگر ان کے ساتھ دھوکہ نہ کیا جائے تو وہ دنیا کی بہترین تربیت یافتہ اور منظم فوج کو بھی ناکوں چنے چبوا سکتے ہیں۔

تیسری بڑی کامیابی یہ ہے کہ عرب مجاہدین نے عالمی رائے عامہ کو یہ احساس دلا دیا ہے کہ اب اسرائیل کے مسئلہ اور فلسطینی مہاجرین کے تصفیہ کو سرد خانہ میں زیادہ دیر نہیں رکھا جا سکتا اور اب یہ مسئلہ جلد اور بہت جلد طے کرنا ہوگا، ورنہ مشرق وسطیٰ میں آگ کے شعلے بھڑکتے رہیں گے جو کسی بھی وقت عالمی امن کو بھسم کر سکتے ہیں۔ اس جنگ میں کامیابی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ دنیا بھر کے فرزندانِ توحید کے دل اس دوران اپنے عرب بھائیوں کے دلوں کے ساتھ دھڑکتے رہے اور اب انہیں یقین ہوتا جا رہا ہے کہ عالم اسلام کی فلاح کا راز اسی میں مضمر ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان متحد ہو کر اپنا لائحہ عمل طے کریں اور ان عالمی سامراجی طاقتوں کے پنجہ سے نجات حاصل کریں جو دنیا کو اپنے اپنے اثر و رسوخ کے علاقوں میں تقسیم کر کے بین الاقوامی اجارہ داری قائم کئے ہوئے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ اب عالمی طاقتوں اور اقوام متحدہ کا بھی امتحان ہے۔ سلامتی کونسل نے ۱۹۶۷ء میں بھی عرب علاقے خالی کرنے کی قرارداد منظور کی تھی مگر ساری دنیا نے دیکھا کہ اسرائیل کے سامنے اقوام متحدہ کا عظیم الشان ادارہ بے بس رہا اور اسرائیل نے سلامتی کونسل کی قراردادوں اور اقوام متحدہ کی ہدایات کو پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں دی۔ نہ اقوام متحدہ نے اپنی قراردادوں کی کھلم کھلا توہین پر کسی قسم کی کارروائی کی ہمت کی۔ اور در اصل حالیہ جنگ کا باعث بھی اقوام متحدہ کی یہی بے حسی یا بیچارگی ہے۔ اگر سلامتی کونسل کی ۱۹۶۷ء کی قرارداد پر عمل ہوتا اور امریکہ اسرائیل کو اتنی کھلی چھٹی نہ دیتا کہ وہ عالمی ادارہ کی قراردادوں کی دھجیاں بکھیرتا رہے اور عالمی رائے عامہ کو یکسر نظر انداز کر کے مشرق وسطیٰ میں کھلم کھلا غنڈہ گردی کرتا رہے، تو یقیناً یہ جنگ نہ ہوتی۔ عرب عوام نے بہت زیادہ صبر کیا۔ اقوام متحدہ کے فیصلوں کا ہر لمحہ احترام کیا (باقی صفحہ ۱۲ پر)

آپ نے کتنے خریدار بنائے؟

عشرہ توسیع اشاعت ختم ہونے والا ہے آپ ذرا اپنا محاسبہ کیجئے آپ نے ترجمان اسلام کی توسیع اشاعت میں کتنا حصہ لیا اور کتنے خریدار بنائے؟ کیا یہ آپ کا فرض نہیں؟ آپ کی سہولت کے لئے مراعات کی مدت میں پندرہ دن کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔

۱۵ شوال سے قبل خریداروں میں اضافہ کرنے والے ایجنٹوں اور خریداروں کو اعلان کے مطابق مراعات دی جائیں گی۔ اس موقع سے فائدہ اٹھائیے اور اپنے جماعتی آرگن کو زیادہ سے زیادہ ہاتھوں میں پہنچانے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھئے۔ (ادارہ)

تعلیمی پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

تحریر اشفاق احمد ہاشمی
دارالحکومت مظفر آباد

مشرق وسطیٰ کی جنگ

ماضی و حال کے آئینہ میں

۶ر اکتوبر کے جانفزا دن ایک بار پھر مشرق وسطیٰ میں اسرائیل اور مسلم عرب ممالک کے درمیان بھرپور جنگ چھڑ گئی۔ اس سے قبل ۱۹۴۸ء، ۱۹۵۶ء اور ۱۹۶۷ء کے دوران اس سرزمین پر خوفناک جنگیں لڑی جا چکی ہیں۔ مشرق وسطیٰ میں بیسویں صدی کے اواخر میں اس تیسری بڑی جنگ کا آغاز مصر اور شام پر اسرائیلی جارحیت سے ہوا۔ ۱۹۶۷ء کی جنگ میں کامیابی کے بعد اسرائیل کے حوصلے بہت بڑھ گئے تھے۔ اس نے اس چھ سالہ دور میں بین الاقوامی ضابطوں اور عالمی رائے عامہ کا مذاق اڑایا۔ مسلمانوں کے مقدس مقام بیت المقدس کی مسجد اقصیٰ کو مسمار کرنے کی ناپاک جسارت کی۔ فلسطین اور دیگر عرب مقبوضہ علاقوں میں بسنے والے عربوں پر انسانیت سوز اور وحشتناک مظالم ڈھائے۔ اور مقبوضہ عرب علاقوں کو اسرائیل (جو از خود غلط اور کسی جواز کے بغیر قائم ہے) میں مدغم کرنے کا اعلان کیا۔ عرب میں فدائین کی تنظیمیں الفتح، عاصفہ العقاب وجود میں آئیں۔ انہوں نے اسرائیل کے خلاف اپنی جدوجہد کا آغاز کر دیا۔ اسرائیل نے بھی اس چھ سالہ دور میں عربوں کے ساتھ سرد جنگ جاری رکھی۔ لیکن چھ سال کی مسلسل تیاری کے بعد اسرائیل نے اپنے توسیع پسندانہ عزائم کی تکمیل اور عرب ممالک کی بقا و سالمیت پر کاری ضرب لگانے کے لئے رمضان المبارک کے مہینے میں مصر اور شام کو اپنی تازہ جارحیت کا نشانہ بنایا۔ لیکن مصر اور شام کی فوجوں نے اسرائیلی سورماؤں کے دانت کھٹے کر دیئے۔ وہ بجلی کی سی سرعت کے ساتھ جھپٹے اور یہودیوں کو جو خود کو ناقابل تسخیر کہتے تھے، کئی میل پیچھے دھکیل کر اپنے کئی علاقے آزاد کرا لئے۔ یہودیوں کے تمام خواب خاک میں مل گئے۔ ان کے سامراجی آقاؤں کے ہاں صفِ ماتم بچھ گئی۔ اور وہ تقدیر کے اس پلٹتے ہوئے پانسے پر حیران و ششدر رہ گئے۔ ایک عرصہ سے عرب راہنما اس اندیشے کا اظہار کر رہے تھے کہ اسرائیل کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے مشرق وسطیٰ میں جنگ ناگزیر ہو چکی ہے۔ کیونکہ اسرائیل نے مختلف اداروں اور ملکوں کی طرف سے مشرقِ وسطیٰ میں قیام امن اور عربوں کے مسئلے کے پرامن اور منصفانہ حل کے لئے کی گئی کوششوں پر پانی پھیر دیا تھا اور عرب اپنے مقبوضہ علاقے ہر قیمت پر آزاد کرانے کا تہیہ کر چکے تھے۔ چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ امریکہ کے سارے دباؤ کے باوجود عربوں نے اسرائیل کے نمائندوں سے گفتگو کرنا اور اسرائیل کے وجود کو تسلیم کرنا منظور نہیں کیا۔

مشرق وسطیٰ میں بے چینی

بیسوی صدی کے شروع میں ہی مشرق وسطیٰ کے ان علاقوں میں مغربی سامراج کی رسہ کشی شروع ہو گئی تھی۔ جس کی وجہ سے یہاں مستقل بے چینی کا سا عالم برپا رہا ہے۔ کافی عرصہ تک امریکہ اور برطانیہ نے اس علاقے کو اپنی مکروہ مکاریوں اور سازشوں کا شکار بنا رکھا اور باہمی خفیہ رسہ کشی جاری رکھی۔ امریکہ نے اس پورے علاقے کو اپنے اثر میں لانے کے لئے عربوں کی انگریزوں کے خلاف نفرت کو پوری طرح استعمال کیا اور دوسری جانب برطانیہ ہر ممکن طریقے سے یہاں جمے رہنے پر مصر تھا۔ ان دو مختلف قوتوں نے سازشوں کا وسیع جال پھیلا کر یہاں بے چینی پھیلا رکھی۔ لیکن مشرق وسطیٰ کا سب سے بڑا اور خطرناک مسئلہ جو ۱۹۴۸ء سے لے کر آج تک عرب دنیا میں کشیدگی کا سبب ہے وہ فلسطین میں یہودی STATE کا قیام ہے۔ فلسطین جسے عربوں کی حمایت سے برطانوی سازشوں نے ترکوں سے بیسوی صدی کے اوائل میں جنگ جیت کر حاصل کیا تھا۔ برطانوی سازشی ٹولے نے عربوں سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنے علاقوں میں آزادی سے حکومت کر سکیں گے۔ لیکن ترکوں کی شکست کے بعد مکار انگریزوں اور یہودیوں نے سازش کر کے فلسطین کو یہودیوں کا وطن بنانے کا اعلان کیا۔ دنیا کے مختلف حصوں سے یہودی نقل وطن کر کے فلسطین آنا شروع ہو گئے۔ بالآخر مغربی سامراج کی حمایت سے اپریل ۱۹۴۷ء میں یہ مسئلہ اقوام میں زیر بحث آیا جہاں ملک کی تقسیم کا فیصلہ کیا گیا۔ یہودیوں نے تقسیم مان کر اپنی عارضی حکومت قائم کر لی۔ روس اور امریکہ سمیت دنیا کے کئی ممالک نے ان کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ اس پر عربوں نے شدید اضطراب کا اظہار کیا۔ اسی طرح ۱۹۴۸ء میں عربوں اور اسرائیل کی جنگ چھڑ گئی۔ کیونکہ اسرائیل کا رستا ہوا ناسور عربوں کے لئے ناقابلِ برداشت تھا۔ یہ ان کے سینوں پر دھار دار خنجر تھا جس نے ان کی قومی تمناؤں کا بری طرح خون کیا تھا۔ مشرق میں مشرق اردن جنوب مغرب میں مصر شمال میں لبنان اور شمال مشرق میں شام سے گھرا ہوا مقدس سرزمین کا یہ ٹکڑا جس مکاری سے مغربی سامراج کی گدھ نے جھپٹا تھا اہل عرب کے لئے یہ ایک عظیم المیہ تھا۔ یہودیوں کو ۱۹۴۸ء کی جنگ میں مغربی ممالک سے بے تحاشہ امداد ملی جس کی بنا پر وہ کامیاب رہے۔ فلسطین پر یہودیوں کے ظالمانہ اور جابرانہ قبضے بغیر کسی حق یا دلیل کے یہودی STETE کے قیام سے مشرق وسطیٰ میں حالات دن بدن سنگین صورت اختیار کرتے چلے جا رہے تھے۔ چنانچہ ۱۹۵۶ء میں جب مصر نہر سویز کے قومیانے کے سلسلے میں برطانیہ اور فرانس سے برسرپیکار تھا تو اسرائیل نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے صحرائے سیناء میں کافی علاقے پر قبضہ جما لیا۔ اس دوران مغربی طاقتوں کی چال یہاں بڑی شاطرانہ رہی۔ وہ اسرائیل کو بھی کمزور نہیں دیکھنا چاہتی تھیں۔ کیونکہ مشرق وسطیٰ میں پیر جمانے کے لئے اسرائیل ان کے لئے بڑا سہارا تھا اور نہ ہی وہ عربوں کو ناراض کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ تیسری عالمگیر جنگ میں عرب ملکوں کو روس کے خلاف استعمال کرنے کی پالیسی تھی۔ لیکن مصر میں مرحوم صدر ناصر کے فوجی انقلاب، ترقی پسند معاشرے کے قیام اور برطانوی اثرات کے خاتمے کے ساتھ عرب دنیا کے روس کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم ہو گئے۔ لیکن روس محض عربوں کا ساتھی بنا رہا اور مشرق وسطیٰ میں اپنے مفاد کی خاطر وہ عربوں کو دوسرے درجے کے ہتھیار دے کر عملاً جنگ نہ کرنے پر مجبور کرتا رہا ہے۔ روس کی اس پالیسی کے باعث مصر اور شام سے روس کے تعلقات کشیدہ رہے ہیں لیکن اس کے برخلاف روس تمام یہودیوں کو بیت المقدس پہنچا کر ان کی عددی قوت میں اضافے کا موجب بنتا رہا ہے۔ دوسری جانب امریکہ نے مشرق وسطیٰ روسی اثرات کو بڑھتے دیکھ کر اسرائیل کا کھل کر ساتھ دیا۔ اور اسے ہر طرح جدید اسلحے سے لیس کر دیا۔ چنانچہ ۱۹۶۷ء کی چھ روزہ جنگ میں اسرائیل نے مصر، شام اور اردن کی فضائی طاقت کو بالکل ختم کر دیا۔ شام کے علاقے میں جولان کی مرتفع اور اہم چوٹیوں، مصر میں صحرائے سینا اور اردن میں دریائے اردن کے پورے مغربی کنارے پر قبضہ کر لیا۔ مگر دنیا نے اس ننگی جارحیت پر آنکھیں موند لیں۔ فلسطین اور دیگر مقبوضہ علاقوں میں بسنے والے عربوں پر یہودیوں کے وحشتناک مظالم اور بربریت پر انسانی حقوق کے علمبرداروں کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ دوسروں کو علاقائی سالمیت کا تحفظ کا یقین دلانے والوں نے اسرائیل کے جابرانہ قبضے سے مقبوضہ عرب علاقوں کو آزاد کرانے کے لئے کوئی اقدام نہ کیا۔ یہودی سورماء ۱۹۶۷ء کی جنگ میں عارضی فتح کے بعد زخم خوردہ عربوں کو ننگی جارحیت کا شکار بناتے رہے۔ وہ جولان کی پہاڑیوں پر قبضہ جمانے کے بعد مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں اپنے ناپاک اور گندگی سے آلودہ قدم جمانے کے خواب دیکھنے لگے تھے۔ لیکن عربوں کے سامنے اب" زندگی اور موت کا مسئلہ تھا"، وہ سروں پر کفن باندھ کر جان ہتھیلیوں میں رکھ کر میدانِ کارزار میں کود پڑے ہیں۔ انہوں نے اسرائیل کے تازہ حملوں کا جس جرات اور ہمت، پامردی غیرت، اتحاد اور فوجی حکمتِ عملی سے مقابلہ کیا ہے دنیا پر واضح ہو گیا کہ اسرائیل ظالم اور غاصب ہے۔ عرب مظلوم اور برحق ہیں اور وہ اپنی آزادی کا اپنے

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

یاد رفتگان

مولانا برکت اللہؒ بھوپالی

(سردار علی صابری)

غدر پارٹی کے مشہور رہنما پروفیسر برکت اللہ بھوپالی کو میں نے دیکھا تو نہیں لیکن نام بہت سنا اور ایسے بزرگوں سے حالات کا علم ہوا، جنہوں نے مولانا برکت اللہ کو بہت قریب سے دیکھا تھا اور بعض کو ان کے ساتھ کام کرنے کا فخر بھی حاصل ہوا تھا۔

مولانا برکت اللہ کا ذکر خیر میں نے سب سے پہلے ان کے بھتیجے مولانا عبدالقدس توحیدی کی زبان سے سنا۔ یہ صاحب جو بعد میں گلابی اردو کے موجد ملّا رموزی کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔ عمر میں مجھ سے چھ سات سال بڑے تھے۔ اور مدرسہ الہٰیات میں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے کانپور آئے تھے۔ اس زمانے میں ان سے میری دوستی ضرور ہو گئی تھی جو ان کی زندگی کے آخری لمحات تک قائم رہی۔

کچھ عرصہ بعد جب ہز ہائی نس نواب سلطان جہاں بیگم والیہ بھوپال نے اپنے خاندان (افاغنہ جلال آباد) کی تاریخ لکھوانے کے لئے میرے خالو مؤرخ اسلام مولانا عبدالرزاق مصنف ابرامکہ و نظام الملک طوسی کو طلب فرمایا اور میں بھی بغرض تعلیم ان کے ساتھ بھوپال گیا تو وہاں مولوی ابوالقدس توحیدی صاحب (جو اس وقت تک ملّا رموزی تو نہیں بنے تھے لیکن روزنامہ ہمدرد والے حاجی بغلول کا جواب بننے کی مشق ضرور کر رہے تھے) موجود تھے۔ جہانگیریہ ہائی اسکول سے چھٹی پانے کے بعد میرا زیادہ تر وقت مستقبل کے ملّا رموزی کے ساتھ گذرتا تھا۔ وہ حکومت کے خوف سے اپنی رشتہ داری کا نقارہ تو نہیں پیٹتے تھے۔ لیکن مولانا برکت اللہ کے بہت سے واقعات جو انہوں نے اپنے والد اور بزرگوں سے سنے تھے مجھے مزے لے لے کر سنایا کرتے تھے۔ انہوں نے نواب سلطان جہاں بیگم کے زیر تعمیر احمد آباد پیلس کی جانب فصیل شہر کے کنارے پر وہ کھنڈر مکان بھی دکھایا تھا جہاں اس نامور انقلابی رہنما کا لڑکپن بسر ہوا تھا اور ایک مسجد کے اس حجرے کی نشاندہی بھی کی تھی جہاں مولوی برکت اللہ علم دین حاصل کرنے کے لئے کئی سال رہے تھے۔

پروفیسر مولانا برکت اللہ خاندانی اعتبار سے "بھوپالی" نہ تھے۔ ہمارا پاکستان مذہب اور مسلم قومیت کے نام پر قائم ہوا لیکن یہاں مختلف قومیتوں کی بحث چلتی ہے۔ ریاست بھوپال کے قیام میں مذہب یا مذہب کی بنیاد پر قومیت کو کوئی دخل نہ تھا۔ اسے ایک طالع آزما سپاہی نواب دوست محمد خاں نے تلوار کی طاقت سے قائم کیا تھا۔ لیکن وہاں علاقائی عصبیت کا کوئی سوال نہ تھا۔ بھوپال کی ابتدائی تاریخ سے ہمارے دور تک مدار المہام مولانا جمال الدین، نواب صدیق حسن خاں، سر اسرار حسن خاں، مولانا عبدالرزاق، ڈاکٹر سر راس مسعود جناب نیاز فتحپوری، جناب شعیب قریشی، مولانا ارشد تھانوی وغیرہ جن بے شمار مشاہیر نے ریاست کی پیش بہا دینی سیاسی، ادبی اور انتظامی خدمات انجام دیں وہ سب کے سب خاندانی اعتبار سے بھوپالی نہ تھے۔ چنانچہ مولانا برکت اللہ بھوپالی کے آبا و اجداد بھی بدایوں (یوپی) کے رہنے والے تھے۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ گیر و دار میں ان کے والد جناب شجاعت اللہ نے سرزمین وطن کو خیرباد کہہ کر سنٹرل انڈیا کا رخ کیا تھا اور صاحب علم ہونے کے باوجود بسر اوقات کے لئے ایک چھوٹے سے قصبہ میں پولیس کی ملازمت اختیار کر لی تھی۔

مولانا برکت اللہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے دو تین سال بعد پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد کی زیر نگرانی حاصل کی۔ مولوی شجاعت اللہ مرحوم کو اپنے ہونہار فرزند کی تعلیم کا فکر زیادہ تھا۔ اس لئے انہوں نے بھوپال میں ایک چھوٹی سی ملازمت تلاش کر کے مستقل سکونت اختیار کر لی اور نو عمر برکت اللہ کو مدرسہ سلیمانیہ میں داخل کرا دیا۔

بھوپال کے ایک معزز جاگیردار میاں ارجمند محمد خاں کی خدمت میں ایک آدھ مرتبہ حاضری کا اتفاق ہوا۔ ان کے والد ماجد صاحبزادہ لیٰسین خان محمد خاں مرحوم کا انتظامی تعلق مدرسہ سلیمانیہ سے تھا۔ میاں ارجمند محمد خاں کی اطلاعات کے مطابق مولوی برکت اللہ مدرسہ کے بہت ذہین طلبہ میں سے تھے اور انہیں ریاست کی جانب سے پانچ یا چھ روپیہ ماہوار تعلیمی وظیفہ ملتا تھا۔

یہ زمانہ بھوپال کے آخری حکمران حاجی نواب سر حمید اللہ خاں مرحوم کی نانی نواب شاہ جہاں بیگم کا تھا۔ بیگم صاحبہ ۱۹۶۸ء میں دوبارہ سریر آرائے حکومت ہوئی تھیں، اور انہوں نے قنوج (یوپی) کے مولانا سید صدیق حسن سے عقد ثانی کر لیا تھا۔ نواب صدیق حسن خاں فکر معاش میں بھوپال آئے اور کافی عرصہ تک موتی مسجد کے ایک حجرے میں مقیم رہے۔ قسمت نے یاوری کی مسجد کی کوٹھڑی سے نکل کر محلات شاہی تک پہنچے اور "نواب والا جاہ امیر الملک" کے خطابات سے نوازے گئے۔ بعد میں حکومت ہند کو ریاست کے نظم و نسق میں نواب صدیق حسن خاں کی مداخلت ناگوار ہوئی اور وہ خطابات سے محروم کئے گئے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اس قدر زبردست عالم تھے کہ انہیں طبقہ اہلحدیث کے اکابر میں شمار کیا جاتا ہے اور انہوں نے بھوپال جیسے پسماندہ علاقہ میں علم کا نور پھیلانے تعلیم کو عام کرنے اور مالی امداد کے ذریعہ علماء و طلبہ کا دل بڑھانے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

میرے محترم استاد مولانا سید احسان حسین ایم اے پرنسپل جہانگیریہ ہائی اسکول (جو بہت متشرع بزرگ تھے) اپنی ذاتی معلومات کی بنا پر فرمایا کرتے تھے کہ مولانا برکت اللہ کو نوجوانی میں مذہب سے بہت گہرا لگاؤ تھا۔ خاتم المحدثین حضرت مولانا محمد اسحاق دہلوی کے ایک خلیفہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ختم ہونے پر برطانوی حکام نے وحشیانہ مظالم سے بچنے کے لئے بھوپال میں پناہ گزین ہو گئے تھے۔ مولانا برکت اللہ نے ان کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کی تھی۔ کافی وقت اذکار و اشغال میں گزرتا تھا اور بڑے تالاب کے کنارے ایک بزرگ حضرت شاہ علی شاہؒ کے مزار پر پابندی سے حاضر ہوتے اور آدھی رات کے بعد تک مراقبہ کرتے تھے

مولانا برکت اللہ نے مدرسہ سلیمانیہ سے سند فراغت حاصل کر کے اسی درسگاہ میں دس بارہ روپیہ ماہوار کی ملازمت اختیار کر لی تھی اور منشی فاضل کے ذریعہ میٹرک کا امتحان بھی پاس کر لیا تھا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد ان کی طبیعت بھوپال سے اچانک اچاٹ ہو گئی۔ وہ چوبیس پچیس سال کی عمر میں اپنے کسی رشتہ دار یا پرانے دوست سے ملے جلے بغیر خاموشی سے بمبئی چلے گئے۔ وہاں کچھ تو مولانا برکت اللہ کی "مولانا یت" کام آئی اور کچھ محنت و مشقت نے ساتھ دیا۔ غرضیکہ انہوں نے کسی نہ کسی طرح ڈگری حاصل کر لی۔ پھر ایک نامعلوم دوست کی مدد سے انگلستان پہنچے اور لیور پول یونیورسٹی میں معقول مشاہرے پر عربی کے پروفیسر مقرر ہو گئے۔ انگلستان میں مولانا برکت اللہ کی سرگرمیاں پروفیسری کے علاوہ بعض اخبارات و رسائل میں مضمون نگاری تک محدود تھیں اور دس گیارہ سال کے عرصہ میں انہیں ایک ماہر انشا پرداز کی حیثیت سے کافی شہرت و مقبولیت حاصل ہو گئی تھی۔ بعد میں ان کی دوستی مشہور انقلاب پسند شیام جی کرشن ورما سے ہوئی اور وہ "لور پول" میں اپنا سارا جما جمایا کام چھوڑ کر نیویارک چلے گئے۔

مسٹر شیام جی کرشن ورما کو بھارتی "بابائے انقلاب" کہا جا سکتا ہے۔ ۱۹۲۷ء میں جب وہ بوڑھے ہو گئے تھے ان کی ملاقات یورپ میں پنڈت جواہر لال نہرو سے ہوئی تھی۔ ان کے متعلق پنڈت نہرو نے لکھا ہے:۔

> "بوڑھے شیام جی کرشن ورما کافی خوشحال ہونے کے باوجود اپنی بیمار ضعیفہ بیوی کے ساتھ جنیوا کی ایک میلی کچیلی کوٹھڑی میں رہتے ہیں۔ وہ اب ایک نفسیاتی مریض ہیں وہ صرف یہی نہیں کہ ہر غیر ملکی باشندے پر شک کرتے ہیں بلکہ اگر ان سے کوئی ہندوستانی بھی ملنے جائے تو اسے برطانیہ کا جاسوس سمجھتے ہیں۔"

بہر حال یہی بوڑھے اور پنڈت نہرو کے بقول نفسیاتی مریض تھے جنہوں نے پروفیسر مولانا برکت اللہ کو انقلاب پسندی کا راستہ دکھایا۔ پروفیسر مولانا برکت اللہ نیویارک کے کسی کالج میں عربی کے پروفیسر مقرر ہو گئے۔ مولانا برکت اللہ ایک خاص مقصد کے تحت نیویارک سے جاپان گئے اور

یہاں اخوت اسلام کے نام سے تمام دنیا کے مسلمانوں کو برطانوی سامراج کے خلاف متحد کرنے کی تحریک شروع کی۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد برطانیہ کے دباؤ سے جاپانی حکومت نے انہیں جاپان سے باہر نکل جانے کا حکم دیا انہوں نے سان فرانسسکو پہنچ کر لالہ ہردیال کی معیت میں مشہور غدر پارٹی کی داغ بیل ڈالی اور ۱۹۱۳ء میں "غدر" کے نام سے ایک اخبار جاری کیا۔ جس کے وہ خود ایڈیٹر تھے۔

پہلی جنگ عظیم کے دوران پروفیسر برکت اللہ یورپ کے مختلف علاقوں کے طویل دورے کر کے برطانیہ اور اُس کے اتحادیوں کے خلاف نفرت کی آگ بھڑکا رہے تھے۔ اسی زمانے میں جب انہیں اطلاع ملی کہ شیخ الہند حضرت مولانا سید محمود الحسن رح نے ہندوستان کو برطانوی چنگل سے نجات دلانے کے لئے ایک جامع منصوبہ تیار کیا ہے۔ اور شاہ حبیب اللہ خاں سے فوجی امداد حاصل کرنے کے لئے مولانا عبیداللہ سندھی کابل بھیجے گئے ہیں تو مولانا برکت اللہ جرمنی سے سیدھے کابل پہنچے اور حکومت افغانستان سے اسلحہ وغیرہ حاصل کرنے کی زبردست جد وجہد کی۔ انہیں کے مشورے سے کابل میں "حکومت موقتہ ہند" کے نام سے آزاد ہندوستان کی عارضی حکومت قائم کی گئی۔ جس کے لائف پریزیڈنٹ راجہ مہندر پرتاپ مقرر ہوئے وزارت عظمیٰ کا عہدہ مولانا برکت اللہ کو ملا، اور مولانا عبیداللہ سندھی کے حصے میں وزارت داخلہ آئی۔ مولانا برکت اللہ آزاد حکومت ہند کے وزیر اعظم کی حیثیت سے ترکی اور جرمنی گئے اور وہاں اعلیٰ فوجی حکام سے مل کر انہیں افغانستان کے راستے ہندوستان پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ ترکی بحریہ کے سربراہ جمال پاشا اور بعض جرمن افسر کابل آئے اور شاہ حبیب اللہ خاں کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کچھ تو امیر کابل کی کمزوری اور انگریز نوازی اور کچھ راجہ مہندر پرتاپ کے غلط رویے سے کامیابی نہ ہوئی۔ کیپٹن ظفر حسن ایبک کی اپنی "آپ بیتی" سے ظاہر ہوتا ہے کہ راجہ مہندر پرتاپ نے ترک اور جرمنی حکام کو ہندوستان کے بارے میں بہت غلط اطلاعات پہنچائی تھیں۔ جن کا پردہ کابل میں فاش ہوا۔ اور یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ راجہ مہندر پرتاپ ذہنیت کے اعتبار سے قوم پرور نہیں بلکہ کٹر مہاسبھائی تھے اور وہ مہاراجہ نیپال کے زیر نگین ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنا چاہتے تھے۔

بہرحال افغانستان سے فوجی امداد یا تعاون حاصل کرنے کی کوشش ناکام رہی۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد جنگ عظیم میں ترکوں اور جرمنوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ مولانا برکت اللہ نے افغانستان سے نکل کر روس میں پناہ لی حضرت شیخ الہند جو حجاز مقدس چلے گئے تھے انہیں شریف حسین نے گرفتار کر کے انگریزوں کے حوالے کر دیا اور اس طرح ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد استخلاص وطن کی یہ دوسری زبردست کوشش بھی ناکام رہی۔ لیکن مولانا برکت اللہ کے حوصلے بدستور بلند رہے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد بھی وہ کئی سال تک غدر پارٹی کے ایک ممتاز ترین رہنما کی حیثیت سے مختلف ملکوں میں برطانوی سامراج کے خلاف عالمی رائے کو ہموار کرتے رہے۔

مسلسل سفر اور دن رات کی محنت سے ان کی صحت خراب ہوگئی تھی۔ پرانے مرض ذیابیطس کی شکایت بڑھتی جا رہی تھی۔ یہاں تک کہ ۲۷ ستمبر ۱۹۲۷ء کو غدر پارٹی کے عظیم راہنما اور حکومت موقتہ ہند کے وزیر اعظم پروفیسر مولانا برکت اللہ بھوپالی نے سان فرانسسکو میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(بشکریہ جنگ کراچی)

مشتاقانِ علوم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

مژدۂ جانفزا

تقریر بخاری شریف جلد اول اردو

من افادات، العلامۃ، المحدث الکبیر، برکۃ العصر، ریحانۃ الہند صاحب الفضیلہ، الشیخ محمد زکریا متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور۔ یوپی

آب و تاب اور اعلیٰ کتابت و طباعت و تصحیح کے بعد پاکستان میں پہلی مرتبہ شائقین کی خدمت میں انشاء اللہ شوال المکرم ۱۳۹۲ھ میں پیش کی جا رہی ہے۔ اپنی فرمائشیں مندرجہ ذیل پتہ پر جلد از جلد روانہ فرمائیں۔

محمد یحییٰ مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن۔ کراچی ۵

شائقین علوم عربیہ کے لئے

خوشخبری

تشنگانِ علوم عربیہ کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ مدرسہ مخزن العلوم عیدگاہ خانپور ضلع رحیم یار خاں امسال بھی حسب دستور سابق جاری رہے گا۔ جس میں جمیع سابقہ اساتذہ عظام کی خدمات حاصل کی جا چکی ہیں لہٰذا مدرسہ ہذا کو سیلاب کی وجہ سے بند کرنے اور اساتذہ کی تبدیلی کی خبر سراسر بے بنیاد ہے۔ لہٰذا تمام طلباء عربیہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ بروقت پہنچ کر اس نادر موقعہ سے مستفید ہوں (نوٹ) داخلہ ۱۳ شوال المکرم ۹۲ھ سے ۱۵ شوال المکرم تک جاری رہے گا لہٰذا جو طلباء داخلہ لینا چاہیں وہ جلدی مطلع کریں تاکہ داخلہ میں سہولت رہے۔

الفقر الی اللہ محمد عبداللہ درخواستی مہتمم مدرسہ عربیہ مخزن العلوم عیدگاہ خان پور۔ فون نمبر ۱۱۸

اعلان داخلہ

مدرسہ جامعہ اسلامیہ رجسٹرڈ مسلم آباد شالامار ٹاؤن لاہور میں دس شوال ۱۳۹۲ھ سے قرآن کریم حفظ و ناظرہ، تجوید اور ابتدائی درس نظامی کے لئے داخلہ شروع ہے قیام و طعام مدرسہ کے ذمہ ہے۔ فون نمبر ۳۳۰۷۸۶

اعلان داخلہ

مدرسہ دارالعلوم عثمانیہ (رجسٹرڈ) ایک دینی و علمی درسگاہ ہے جس میں علوم دینیہ کی خدمات بہترین طریقہ پر سرانجام دی جاتی ہیں۔ مدرسہ میں حفظ و ناظرہ تجوید سے قرآن مجید پڑھنے والے طلباء کے علاوہ درسِ نظامی پڑھنے والے طلباء بھی حسب گنجائش رہائش رکھتے ہیں۔ مقامی و بیرونی مستحق طلباء کو رہائش و کتب خانگی کے علاوہ خورد و نوش کے لئے مناسب مقدار میں ماہانہ وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔

بفضلہ تعالےٰ مدرسہ کو قابل محنتی اور مخلص اساتذہ کی خدمات حاصل ہیں۔ مدرسہ ہذا میں داخلہ انشاء اللہ سات شوال سے بیس شوال تک جاری رہے گا۔ خواہشمند طلباء حضرات کو چاہیئے کہ بروقت ناظم دارالعلوم کی طرف رجوع کریں۔

منجانب احقر غلام مصطفیٰ (سابق مدرس جامعہ اشرفیہ) ناظم دارالعلوم عثمانیہ (رجسٹرڈ) رسول پارک اچھرہ لاہور

مدرسہ عربیہ دارالعلوم مدنیہ رجسٹرڈ کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ

ہر قسم کی اعانت از قسم صدقات زکوٰۃ و خیرات کا بہترین مصرف ہے۔ جس میں کثیر التعداد طلباء مسافر اور اہل شہر زیر تعلیم ہیں۔ قرآن مجید با تجوید سے لیکر بشمول فارسی موقوف علیہ دورہ حدیث شریف تک تعلیم دی جاتی ہے۔ بیرونی طلباء کی جملہ ضروریات از قسم طعام و قیام و کتب کا مدرسہ ہذا کفیل ہوتا ہے۔ اس کا سالانہ خرچ تقریباً ۱۲۰۰۰ روپیہ ہے اس کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے محض اللہ تبارک و تعالیٰ کے توکل پر مدرسہ روز بروز ترقی کرتا جا رہا ہے (تصدیق شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری دامت برکاتہ مدرسہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی) دارالعلوم مدنیہ کوٹ ادو ایک دینی درسگاہ ہے۔ یہ مدرسہ ہر قسم کی اعانت و امداد کا مستحق ہے۔ میں بھی اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ارباب خیر کی توجہ دلاتا ہوں کہ اس کی امداد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں (مولانا) محمد یوسف بنوری مدظلہ

ترسیل زر کا پتہ:۔ محمد مسعود مہتمم مدرسہ دارالعلوم مدنیہ کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ

مدرسہ رشیدیہ لاہور کی طرف سے اپیل و اعلان داخلہ

مدرسہ رشیدیہ چوک لوہاری منڈی لاہور ایک عرصہ سے اسلامی علوم کی ٹھوس خدمات سرانجام دے رہا ہے مفتی عزیز الرحمٰن صاحب سابق مفتی جامعہ اشرفیہ کی تدریسی خدمات گذشتہ سات سال سے حاصل ہیں اہل ثروت حضرات توجہ فرمائیں تو مدرسہ کے لئے الگ زمین اور عمارت کی ضرورت پوری ہو جائے جس کی اشد ضرورت ہے طلباء کو چاہیئے کہ ۵ شوال سے قبل داخلہ کیلئے تشریف لے آئیں۔ وظیفہ معقول دیا جاتا ہے اور داخلہ محدود ہوتا ہے۔

احقر محمد الیاس مہتمم مدرسہ رشیدیہ چوک لوہاری منڈی لاہور

جوابِ آں غزل

از خواجہ محمد زاہد ڈیرہ اسماعیل خان

وزیراعلیٰ سرحد عنایت اللہ خان گنڈاپور نے آقائے ولی نعمت کے اشاروں پر اپنی سیاہ پارلیمانی روایات کو چھپانے کی غرض سے جناب قائد جمعیتہ حضرۃ مولانا مفتی محمود صاحب کی وزارت اعلےٰ کے زرین دور کے کارناموں پر اپنے دل کی سیاہی ملنے کی غرض سے "آئینہ" نامی قرطاس ابیض شائع کرایا۔ لیکن ان میں اتنی جرأت بھی نہیں تھی کہ اس کی اپنی یا اپنی حکومت کی کی طرف سے ذمہداری قبول کرتے۔ قائد جمعیتہ نے چوک یادگار پشاور اور میونسپل پبلک پارک ڈیرہ اسماعیل میں اعلان فرمایا تھا کہ اگر وزیراعلےٰ یا گورنر سرحد اس کتابچہ کی ذمہ داری قبول کرلیں تو میں اس کا جواب دوں گا۔ کیونکہ کتابچہ گمنام ہے اور جب تک الزام والے کا علم نہ ہو تو پھر جواب کس کو دیا جائے؟ لیکن امروز مشرق اخبار میں وزیراعلیٰ سرحد نے چیلنج دیا کہ اگر مفتی صاحب اپنے اوپر لگائے گئے الزامات غلط ثابت کردیں تو فی الزام ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا۔

قرطاس ابیض میں جو الزام لگائے گئے ہیں ان کو غلط ثابت کرنے کا چیلنج دینا قوم کو ایک اور دھوکا دینے کے مترادف ہے۔ سوال یہ ہے جن امور کو ناجائز قرار دیا گیا ہے واقعی وہ قانون اور اخلاق کی رو سے غلط بھی ہیں یا نہیں؟ اگر وہ کام اصولاً صحیح ہوں اور قانون کے دائرہ کے اندر ہوں تو پھر ان کی تردید چہ معنی دارد؟

قرطاس ابیض کے مطالعہ سے یہ بات تو روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ حضرت مفتی صاحب اپنی وزارت کے زمانہ میں جو کچھ کرنا چاہتے اُن کو کوئی نہیں روک سکتا تھا۔ عنایت اللہ خان کی طرح بے اختیار۔ اور لیس مین کی حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ جو صرف ایک اوورسیئر کے تبادلہ کے بھی روادار نہیں۔ مثال کے طور پر عنایت اللہ خان نے ڈیرہ اسماعیل خان کے عمدار خان اوورسیئر کو ڈیرہ پراجیکٹ سے ڈیرہ پروا روڈ پر تبدیل کیا لیکن دوسرے اوورسیئر قاسم خان جناب اقبال ہمدون کے پاس پہنچ گئے اور پھر گنڈہ پور خان جن کا دعویٰ ہے کہ بات کے پکے اور عزم کے دھنی ہیں نے پھر اپنی قلم سے وہ آرڈر منسوخ کیا۔

قرطاس ابیض کا جواب جناب مفتی صاحب دیں یا نہ دیں ان کی مرضی پر منحصر ہے لیکن وہ چند امور جو بطور خاص بطور بقول عنایت اللہ خان جناب مفتی صاحب کی ذات سے متعلق ہیں ان میں سے چند ایک کا جواب تحریر کرتا ہوں۔

وزیراعلیٰ سرحد نے جناب مفتی صاحب پر بزعم خویش الزام لگایا کہ چشمہ رائٹ بینک کینال کے لئے مختص رقم میں سے مندرجہ ذیل اخراجات ذاتی آسائش کے لئے منظور کئے۔ ٹیلی ویژن سیٹ -/۵۹۰۰ روپے۔ بنگلہ کے احاطہ کی دیوار: -/۲۲،۲۰۰ روپیہ۔ پردے صوفہ کے غلاف چھری کانٹے۔ کراکری -/۳۵۰۰ روپے۔ پختہ سڑک برائے موضع عبدالخیل (مفتی صاحب کا اپنا گاؤں -/۵۰۰۰۰۰ (پانچ لاکھ روپے)

سب سے پہلی بات کہ چشمہ رائٹ بینک کنال کی رقم خرچ کی گئی۔ یہ بات ڈیرہ اسماعیل خان کے عوام کو خاص کر اور پاکستانی عوام کو مجموعی طور پر دھوکہ دینے کے مترادف ہے ڈیرہ کے عوام کے جذبات چشمہ رائٹ بینک کنال کے متعلق نہایت نازک ہیں۔ لہذا اس وجہ سے یہ الفاظ استعمال کئے گئے حالانکہ پاکستان کا ہر شخص جانتا ہے کہ جناب مفتی صاحب کی حکومت اور بھٹو صاحب کا اس منصوبہ کے لئے پانی کی تقسیم پر جھگڑا کس نوعیت کا تھا۔ بھٹو صاحب نے صوبہ سرحد کے پانی کا جائز حق ابھی تک تسلیم نہیں کیا۔ نیز اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے صوبائی بجٹ میں جو رقم مختص تھی وہ مرکز نے فراہم کرنی تھی۔ جب بھٹو صاحب نے پانی دینا منظور نہیں کیا تو اس مد کی رقم صوبائی حکومت کے پاس کیسے پہنچ گئی؟ اور جب رقم پہنچی نہیں تو خرچ کیسے ہوئی؟؟

اور پھر ٹی۔ وی سیٹ لگانے پر اعتراض کرنے والے جواب اُسی رہائش گاہ میں فروکش ہیں جس میں حضرت مفتی صاحب قیام پذیر تھے۔ ابھی تک نہ صرف ٹی۔ وی سیٹ کو ہٹایا نہیں بلکہ ملاقات کے کمرہ سے ہٹا کر اپنے زنان خانہ میں لے گئے تاکہ بمعہ اہل و عیال اس سے مستفیض اور محظوظ ہو سکیں۔ ہمیں اس پر اعتراض نہیں بلکہ وزیراعلیٰ صوبہ میں سب سے بڑی اہم سیاسی شخصیت ہوتی ہے جس کے لئے نہ صرف صوبہ بلکہ بین الاقوامی سیاسی حالات سے آگاہی ضروری ہے۔ مثال کے طور پر بھٹو گورنمنٹ نے نیپ اور جمعیتہ کو بدنام کرنے کے لئے عراقی اسلحہ کا جو سٹنٹ کھڑا کیا تھا اور ٹیلی ویژن پر اس کی جس طرح نمائش کی گئی کیا وزیراعلیٰ کے لئے اس سے آگاہی ضروری نہیں تھی؟ ایسے مواقع کے لئے اگر T-V سیٹ لگایا جائے تو کون اس کو ناجائز قرار دے گا۔

بنگلہ کے احاطہ کے لئے بائیس ہزار روپے کے خرچ سے دیوار بنانے پر اعتراض کیا گیا ہے۔ سرکاری بنگلہ جو کئی کنال پر محیط ہو اس کی دیوار پر اتنا خرچ آنا کونسی بڑی بات ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ دیوار جناب مفتی صاحب نے بنوائی ہی نہیں بلکہ جب گنڈہ پور خان وزیراعلیٰ بنے تو انہوں نے سب سے پہلے یہی کارنامہ سرانجام دیا۔ اور انہوں نے ہی مذکورہ دیوار بنائی جس پر جناب مفتی صاحب سے ملاقات کے لئے آنے والے ہزاروں رگ گواہ ہیں۔ کہ اُن کے زمانہ میں مذکورہ بنگلہ کے احاطہ کی دیوار نہیں تھی۔ یہ دیوار گنڈہ پور خان نے ہی بنوائی ہے۔

سامان کراکری کی خریداری پر اعتراض بھی اسی قبیل میں سے ہے۔ اور اگر یہ فرض بھی کرلیا جائے کہ یہ سامان مفتی صاحب کے زمانہ میں خریدا گیا تو کیا آپ نے اس کو بیچ دیا؟ اگر نہیں تو جس طرح آپ کو وزیراعلیٰ کی حیثیت سے ان کی ضرورت ہے اُن کے زمانہ میں بھی اُن کے سرکاری مہمانوں کے لئے استعمال ہوتے تھے۔ آپ سب کو بڑا دکھ پنیالہ سے عبدالخیل تک سڑک بنائے جانے پر ہے جبھی تو آپ نے اس سڑک کے بنانے کی منسوخی کے احکام جاری کئے تھے۔ لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ ایکزیکٹو انجنیئر ڈیرہ ڈویژن اور ٹھیکہ داران کے سامنے آپ کی پیش نہ گئی اور مجبوراً اپنا حکم واپس لینا پڑا۔ تاکہ عدالت عالیہ میں ٹھیکہ داران سے ذلیل نہ ہوں۔ ہم آپ سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ کیا عبدالخیل کے لوگ پاکستانی نہیں یا عبدالخیل صوبہ سرحد سے باہر ہے کہ ان لوگوں کو سڑک بنانے کا حکم دینا قابل گردن زدنی ہونا ٹھہرا۔ آپ کا بس نہیں چلا ورنہ پانی کی سکیم کی طرح اسے بھی منسوخ کرکے رہتے۔ اور اس زمانہ میں یہ کارنامہ بھی آپ ہی حصہ میں آیا۔ سات میل سے پینے کا پانی لانے والے لوگوں کے لئے منظور شدہ پانی کی سکیم روک دی۔

جناب مفتی صاحب کے ۷۰۰ مقدمات واپس لینے کے باعث فخر کارنامہ کو بھی جناب والا نے ان کے خلاف غلط اور شرانگیز پروپیگنڈہ کا مذموم ذریعہ بنایا۔ حالانکہ قاتل اور مقتول کے وارثوں کے درمیان صلح کرانا شرعاً و قانوناً دونوں لحاظ سے درست ہے۔ قرآن حکیم نے والصلح خیر فرما کر اس پر دائمی خیر کی مہر ثبت کر دی اور ملکی قانون کے مطابق ایک شخص قتل کرے اور مقتول کے وارثوں کے ساتھ اس کی صلح ہو جائے اور مقتول کے وارث قاتل کو معاف کرکے عدالت میں بیان دے دیں تو عدالت کیس واپس نہیں لے سکتی لیکن دفعہ ۴۹۴ کی رو سے صوبائی حکومت کیس واپس لے سکتی ہے۔ اور انہیں اختیارات کو استعمال کرکے حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ نے کیس واپس لے کر آپ کو کونسا نقصان پہنچا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ آپ حضرت مفتی صاحب کی تحسین کرتے، کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ صوبہ سرحد میں ایک بار قتل ہو جائے تو اس کی دشمنیاں پشتوں تک چلتی ہیں۔ اور مفتی صاحب نے پشت ہا پشت تک چلنے والی دشمنیوں کے ۷۰۰ کیس واپس لے کر ۱۲۱۲ خاندانوں میں دشمنیاں ختم کرادیں جو صرف ان خاندانوں کے لئے بلکہ صوبہ سرحد اور پاک وطن دونوں کے لئے باعث تقویت ہیں۔ اور لطف کی بات تو یہ ہے کہ آپ نے اپنے دورِ اقتدار میں دفعہ ۴۹۴ کا اختیار ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو بھی دے دیا ہے۔ اگر جناب مفتی صاحب کا جرم ناقابل معافی ہے۔ تو پھر آپ کا جرم کس زمرہ میں آسکے گا۔

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

وفاقی دارالحکومت سے

ابن عزیز راولپنڈی

امریکی سامراج کی حمائت کیوں؟

آجکل راولپنڈی میں ایک پمفلٹ بعنوان "مولانا مفتی محمود کی غلط بیانیوں کے جوابات" شائع کر کے عوام کے ذہنوں کو بھٹو حکومت اور ایران و امریکہ کے حق میں ہموار کرنے کے لئے تقسیم کیا گیا ہے۔ اس پمفلٹ کو "مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی سربراہ جمعیۃ العلمائے اسلام نے لکھا ہے۔ اس پمفلٹ میں مفتی محمود صاحب کو جس طرح عوام کی نظروں سے گرانے کے لئے مولانا ہزاروی صاحب نے اُن پر الزامات لگائے ہیں۔ اُن کا جواب تو مفتی موصوف ہی دیں گے۔ مگر پمفلٹ کے صفحہ ۲۹-۳۰ پر مولانا ہزاروی "الجزائر میں وزیر خارجہ افغانستان کی تقریر" کے زیر عنوان فرماتے ہیں۔

"ایران ایک جملہ کہتا ہے تو محاذ کے پہلوان لنگر لنگوٹ کس کر اس کے خلاف میدان میں آجاتے ہیں۔ افغانستان روزانہ پروپیگنڈہ کرے اور اس کے وزیر علی الاعلان تقریر کریں تو مفتی صاحب، عبدالولی خاں اور مودودی چپ روزہ رکھ لیں۔ جب روس بھارت سے معاہدہ کرے۔ یہ اس کے خلاف مہر بلب ہوں۔ جب امریکہ ہمارے حق میں بات کرے تو یہ آپے سے باہر ہو جائیں۔ حالانکہ قرآن پاک نے چودہ سو برس پہلے ہمیں بتایا ہے کہ ہم نے ان کے درمیان بغض و عداوت کی آگ قیامت تک کے لئے بھڑکا رکھی ہے۔ دراصل یہ ہم پر رحمت ہے"

پڑھ کر یقین نہیں آتا۔ کہ واقعی یہ الفاظ حضرت مولانا کے ہیں۔ مگر پمفلٹ کے سرورق اور اندر والے صفحہ کو پڑھ کر افسوس ہوا۔ کہ ساری عمر امریکی سامراجیوں کو للکارنے والا، سرزمین ہزارہ کا "مجاہد عالم دین" آج کیونکر امریکہ کو رحمت سمجھنے لگا ہے۔ وہ مولانا ہزاروی جو انگریزوں اور بعد میں پاکستان میں برسر اقتدار آنے والے انگریز نما حکمرانوں کے خلاف لڑتے رہے اور قید و بند کی صعوبتیں آپ کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہ کر سکیں آج بھٹو صاحب کی کون سی نیکی دیکھ کر معترف بہ امریکہ ہونے سے بھی جھجکتے؟

حضرت مولانا ہزاروی صاحب سے ہم "دست بستہ" عرض کریں گے۔ کہ وہ روزنامہ "تعمیر" راولپنڈی، ۵ ستمبر ۱۹۶۹ء اٹھا کر دیکھ لیں۔ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ سامراج ننگا ہو کر سامنے آگیا ہے۔ اس لئے ہمیں شک و شبہ میں پڑنے کی بجائے اپنے حقیقی دشمن پر کاری ضرب لگانی چاہیئے۔ انہوں نے امریکی سامراج کو اسلام کا بدترین دشمن قرار دیتے ہوئے ان سیاسی پارٹیوں اور شخصیتوں کی پرزور مذمت کی جو بالواسطہ اور بلاواسطہ طور پر امریکی سامراج کی ممد و معاون ہیں۔ مولانا غلام غوث ہزاروی کے ان خیالات کا اظہار جامعہ مسجد نور نزد گھنٹہ گھر (گوجرانوالہ) میں ایک عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا"

اسی طرح آپ نے خالق دینا ہال کراچی میں جمعیت کے زیر اہتمام ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ "ہم نے یہ ملک عظیم قربانیاں دے کر حاصل کیا ہے۔ اس کو تباہ کرنے کے لئے امریکی سامراج اور اس کے ایجنٹوں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑا جا سکتا"۔ (ملاحظہ فرمایئے روزنامہ "جنگ" کراچی۔ ۱۱ر نومبر ۱۹۶۹ء) اسی طرح آپ نے حکومت پاکستان کو امریکہ سے تعلقات منقطع کرنے کا مشورہ دیا۔ (ملاحظہ ہو روزنامہ "امروز" یکم ستمبر ۱۹۶۹ء) اسی طرح آپ نے روزنامہ "امروز" کے نمائندہ کو انٹرویو دیتے ہوئے سرگودھا میں فرمایا۔ کہ "گذشتہ تیرہ سو سال سے اسلام کا سب سے بڑا دشمن مغربی سامراج رہا ہے اور صلیبی جنگیں اس کی شاہد ہیں۔ امریکہ آج تمام مغربی سامراج کا سرغنہ بنا ہوا ہے اس نے ۱۹۶۵ء میں ہندوستان سے پاکستان پر حملہ کر دیا۔ اور پاکستان کے ساتھ دفاعی معاہدات کے باوجود ہندوستان کی ہر طرح سے مدد کی"۔ پھر عرب اسرائیل جنگ اور قبلہ اول کی آتشزدگی کا ذکر کیا۔ اور فرمایا "اسی طرح اس دشمن خدا نے ایک طرف عربوں کو مرعوب کرنے کی کوشش کی اور دوسری طرف یہودیوں کو ان کی اس مذموم جسارت پر انعام دیا"۔ (اپنی الماری سے نکالئے روزنامہ "امروز" ۱۹ر اکتوبر ۱۹۶۹ء) اسی طرح آپ نے تلہ گنگ میں پرانے اڈہ لاریاں پر جمعیت کے زیر اہتمام ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے عوام سے کہا۔ کہ "وہ امریکی سامراجیت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں"۔ (روزنامہ "تعمیر" ۱۳ر مارچ ۱۹۷۰ء)

حضرت مولانا! آپ جہاندیدہ بزرگ ہیں۔ آپ کی "جلالی طبیعت" کو مدنظر رکھتے ہوئے کچھ عرض کرنے سے بھی ڈر لگتا ہے۔ آپ بھی بخوبی جانتے ہیں کہ آج سے تقریباً ایک سال قبل تک آپ امریکہ کے سب سے بڑے دشمن رہے ہیں اور آپ نے ہی دنیا کی "سب سے بڑی اسلامی مملکت" پاکستان سے امریکی سفیر مسٹر جوزف الیس فارلینڈ کو نکالنے کے لئے تحریک چلائی۔ آپ نے عوامی جلسوں میں فارلینڈ کی ملک دشمن سرگرمیوں سے پردہ اٹھایا۔ اس امریکہ کے خلاف رائے عامہ کو بیدار کیا جس نے کوریا میں تین سال کی ظالمانہ بمباری سے لاکھوں بے گناہ انسانوں کو موت کے منہ میں دھکیلا۔ جس نے ویت نام کی سرزمین کو کئی سال تک اپنے جدید ترین اسلحہ کی تجربہ گاہ بنائے رکھا۔ اور لاکھوں بچوں، عورتوں، اور بہنوں کو لقمہ اجل بنا ڈالا۔ جس نے کمبوڈیا کے لہلہاتے کھیتوں اور ہنستے کھیلتے گھروں کو ویران کر ڈالا۔ فلسطین آپ کے سامنے ہے کہ کس طرح امریکہ بہادر نے یہودیوں کے سر پر دست شفقت رکھا۔ اور یہودیوں کی "سلطنت" کو پروان چڑھایا۔ اور ۱۹۶۷ء میں مصر، شام اور اردن پر اچانک حملہ کر کے ان کی فوجی طاقت کو تباہ کر ڈالا۔ اور ان کے سینکڑوں مربع میل کے رقبہ پر اب تک قبضہ جمائے ہوئے ہے۔ پھر فلسطینی بے گھروں کے کیمپوں پر "یہودی ییبل" کے نام سے امریکی طیاروں کی وحشیانہ بمباری بھی آپ کے سامنے ہے جس امریکہ کو آپ خود عالم اسلام کا دشمن نمبر ایک اور تمام دنیا کے مصائب اور مشکلات کا ذمہ دار قرار دے چکے ہیں۔ اُسے آج آپ کی طرف سے رحمت قرار دیا جانا باعث حیرت ہے۔ مسجد اقصیٰ کو نذر آتش کرنے کے موقع پر اسرائیل کو بطور انعام (بقول آپ ہی کے) ڈیڑھ سو فینٹم طیاروں کا "تحفہ" بھی آپ کے سامنے ہے۔

مولانا صاحب! آج وہی امریکہ ہمارا کیسے دوست بن سکتا ہے۔ اُن وعدوں کو بھی آپ دیکھ چکے ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء میں تمام معاہدوں کے باوجود اُس نے ہمارا کس طرح تمسخر اڑایا۔ ہم کٹ رہے تھے۔ مگر امریکہ انٹرپرائز کو برائے نام "جنبش" دینے کے بجائے اور کچھ نہ کر سکا۔ جو آپ کو بار بار دھوکہ دیتا ہے۔ آپ اس کے دست نگر کیوں بننا چاہتے ہیں؟ آپ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی قرآن پاک کی آیت "مسلمانو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ"... آج بھی ہمارے کانوں میں گونج رہی ہے۔ آخر آپ امریکہ کو تمام دکھوں کا مداوا کیوں سمجھنے لگے ہیں؟

رہا ایران کی پاکستان سے محبت کا سوال، تو اس سلسلے میں آپ سے زیادہ کون جانتا ہے۔ ایران پاکستان کے ساتھ آر سی ڈی جیسے سمجھوتے میں منسلک ہونے کے باوجود پاکستان کو جس طرح ۱۹۷۱ء کی جنگ میں "تنہا" چھوڑ گیا۔ اور اس نے پاکستان کے حق میں اور بھارت کی مذمت کرنے میں چپ سادھ لی۔ اس کی حقیقت تمام دنیا جانتی ہے۔ افغانستان تو زبانی جمع خرچ کر تا رہتا ہے۔ صرف دھمکیوں اور گیدڑ بھبکیوں کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتا۔ مگر بلوچستان میں صرف ایران ہی کی خواہش پر جمعیۃ اور نیپ کی آئینی اور اکثریتی حکومتیں توڑی گئیں۔ اور پھر جو بحران اس ملک میں پیدا ہو چکا ہے۔ وہ سقوط مشرقی پاکستان سے بہت حد تک مماثلت رکھتا ہے حضرت مولانا صاحب! وہ ایران ہی ہے (بقول حضرت مولانا شمس الدین صاحب، ڈپٹی اسپیکر بلوچستان اسمبلی) جس کی فوجیں، ٹینک اور ہیلی کاپٹر بلوچستان میں موجود ہیں۔ کیا پاکستان کے اندرونی معاملات میں ایران کی یہ "مسلح مداخلت" افغانستان کے زبانی دعوؤں سے زیادہ خطرناک نہیں ہے؟

یہ حقیقت بھی تمام عالم اسلام پر آشکارا ہے۔ کہ ایران امریکہ کے ہی مفادات کی تکمیل کے لئے اس قدر "سرگرمی" کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ دوسری طرف ایران عرب بھائیوں (جن کے آپ سب سے بڑے حامی و مداح ہیں) کی تحریک آزادی کو سبوتاژ کرنے کے لئے اسرائیل سے گٹھ جوڑ کئے ہوئے ہے۔ اس کے اسرائیل سے سفارتی تعلقات ہیں۔ اسرائیل کے جہازوں میں استعمال ہونے والا تیل ایران ہی امریکہ کو دیتا ہے۔ اور امریکہ اسرائیل کو اور پھر وہی تیل نہتے اور مظلوم فلسطینی مہاجرین کی

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

کاروانِ جمعیۃ منزل بہ منزل

جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی جنرل کونسل کا اجلاس طلب کر لیا گیا

عہدہ داروں کے انتخابات اور ملک کی سیاسی صورت حال پر غور کیا جائیگا

امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم نے جمعیۃ علماء اسلام کی نو منتخب مرکزی مجلس عمومی (جنرل کونسل) کا اجلاس ۱۷، ۱۸ شوال ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۳، ۱۴ نومبر ۱۹۷۳ء بروز منگل، بدھ مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ لاہور میں طلب کر لیا ہے۔ اجلاس منگل کو صبح ۱۰ بجے شروع ہوگا اور دو روز جاری رہے گا۔ ایجنڈا حسب ذیل ہے:-

(۱) آئندہ سہ سالہ مدت کے لئے مرکزی عہدہ داروں کا انتخاب

(۲) ملک کی موجودہ سیاسی صورت حال پر غور (۳) سالانہ میزانیہ (۴) دیگر امور بہ اجازت صدر

امیر مرکزیہ نے تمام ارکان مجلس عمومی کو ہدایت کی ہے کہ وقت مقررہ پر اجلاس میں شرکت فرمائیں

اسیرانِ جمہوریت کے اعزاز میں استقبالیہ

متحدہ جمہوری محاذ کی تحریک سول نافرمانی میں دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گرفتار ہونے والے سیاسی کارکنوں کے اعزاز میں جمعیۃ علماء اسلام لاہور نے گذشتہ روز دعوت افطار کا اہتمام کیا۔

اس تقریب سے حضرت مولانا عبید اللہ انور، حضرت مولانا سید شمس الدین امیر جمعیۃ بلوچستان، جناب قاری نور الحق صاحب قریشی ایڈووکیٹ اور دیگر راہنماؤں نے خطاب کیا اور تحریک جمہوریت میں ظلم و تشدد کا سامنا کرنے پر کارکنوں کو خراج تحسین پیش کیا۔

دعا کی اپیل

حضرت قاری خان محمد اسیر تحریک ۲۱۸ ای۔ ڈی کی اہلیہ عرصہ دراز سے بیمار ہے۔ جس کی وجہ سے قاری صاحب دورہ میں شریک نہ ہو سکے تمام حضرات کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ (شیخ محمد یعقوب ناظم دفتر جمعیۃ ضلع ملتان)

مولانا حمید اللہ جان نیازی گرفتار کر لئے گئے

لکی مروت بنوں (رشید احمد نیازی ناظم اعلیٰ) جمعیۃ علماء اسلام ضلع بنوں کے جنرل سیکرٹری اور متحدہ جمہوری محاذ کے جائنٹ سیکرٹری مولانا حمید اللہ جان نیازی کے مکان پر پولیس کی ایک جمعیۃ نے اچانک چھاپہ مار کر ان کو گرفتار کر لیا۔ مولانا نیازی صاحب تقریباً ایک بجے بروز جمعہ ۱۲ اکتوبر کو جب نماز جمعہ کے لئے وضو کے بعد کپڑے تبدیل کر رہے تھے۔ کسی کی آواز پر باہر تشریف لے آئے۔ جونہی وہ باہر آگئے، پولیس نے انہیں اپنے نرغے میں لے لیا۔ نیازی صاحب نے کہا کہ میں نماز جمعہ ادا کر کے خود آپ کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن پولیس نے نماز کے لئے بھی نہ چھوڑا اور لکی مروت سب جیل میں بند کر دیا۔ دوسرے روز ۱۳ اکتوبر کو اے، سی کی کچہری میں جب ان کو لایا گیا تو متحدہ محاذ کے بہت سے کارکن ان کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ اے، سی لکی نے جب ان سے ضمانت مانگی تو اس نے کہا کہ میں مرزائیت کے خلاف تقریر کرنے پر گرفتار ہوا ہوں۔ اس لئے میں ضمانت پر رہا ہونا نہیں چاہتا۔ بعد ازاں انہیں پھر سب جیل لکی مروت میں بند کر دیا گیا۔ عوام نے بھاری تعداد میں ان کی گرفتاری کے خلاف وہاں مظاہرہ کیا اور حکومتی رویے کی شدید مذمت کی۔ آج صبح سویرے نیازی صاحب کو بنوں جیل میں پہنچا دیا گیا۔ امید ہے پرسوں ان کی گرفتاری کے خلاف عدالت میں رٹ داخل کی جائے گی۔ سیاسی شخصیتوں، عوام اور طلباء نے نیازی صاحب کی گرفتاری پر شدید احتجاج کیا ہے اور حکومت کی مذمت کی ہے۔

ہمیں اپنے پورے وسائل کیساتھ عرب بھائیوں کی مدد کرنی چاہیئے

امریکہ عالم اسلام کا ازلی دشمن ہے۔ مولانا عبدالحق

جمعیۃ علماء اسلام کے راہنما حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک مہتمم دار العلوم حقانیہ و ممبر نیشنل اسمبلی نے مشرق وسطیٰ کی جنگ کو مقدس جہاد اور سارے عالم اسلام کا مسئلہ قرار دیا ہے۔ آپ گذشتہ رات اکوڑہ خٹک میں ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ جس میں عربوں کی فتح و کامرانی کے لئے دعائیں کی گئیں۔ مولانا عبدالحق صاحب ایم این اے نے عرب سربراہوں اور عرب قوم کے ساتھ پاکستان کے تمام مسلمانوں کی ہمدردیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا موجودہ جنگ سے نہ صرف اسلام کے وقار کی بحالی اور مقامات مقدسہ کی بازیابی وابستہ ہے بلکہ آئندہ کے لئے حرمین شریفین مکہ معظمہ مدینہ منورہ کا تحفظ بھی مسلمانوں کی فتح پر موقوف ہے۔ جس پر یہود کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔ مولانا عبدالحق نے تمام اسلامی ممالک اور مسلمانوں سے کہا کہ اب جبکہ جہاد شروع ہو چکا ہے ہمیں اپنے تمام مادی اور روحانی وسائل اور توانائیوں کے ساتھ عربوں کی مدد کرنی چاہیئے۔ مولانا عبدالحق نے حالیہ جنگ میں امریکہ کی سامراجی پالیسی پر سخت افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ مسلمانوں کا یہ ازلی دشمن اب کھل کر سامنے آگیا ہے مولانا نے مصر، شام، اردن، سعودی عرب، عراق، مراکش کے سربراہوں اور سفراء کے نام اپنے دیئے گئے ٹیلیگراموں میں بھی اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

جمعیۃ لائل پور کا دفتر

جمعیۃ علماء اسلام شہر لائلپور کا دفتر پاک بازار گول چوک چنیوٹ بازار میں قائم ہو چکا ہے۔ محمد بشیر خان صاحب نے بحیثیت ناظم دفتر کام شروع کر دیا ہے

جمعیۃ تحصیل خانپور کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل خانپور کے ایک اجلاس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ متحدہ محاذ کے جن راہنماؤں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ ان کو فی الفور رہا کیا جائے ایک قرارداد میں مولانا غلام ربانی نائب امیر جمعیۃ صوبہ پنجاب و قاری حماد اللہ سالار جمعیۃ گارڈ و مولانا نیاز احمد شاہ صاحب جنرل سیکرٹری جمعیۃ صوبہ پنجاب کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا اور حکومت سے ظلم و تشدد کی مذمت کی گئی اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کے لٹریچر کو ضبط کیا جائے۔

کارکنوں کی افطار پارٹی

جمعیۃ علماء اسلام محلہ رسول پورہ گوجرانوالہ نے گذشتہ روز جمعیۃ کے ان کارکنوں کو افطار پارٹی دی۔ جو دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کی تحریک میں گرفتار رہے۔ مولانا زاہد الراشدی سیکرٹری اطلاعات جمعیۃ پنجاب نے خطاب کرتے ہوئے کارکنوں کو ان کی قربانیوں پر ہدیۂ تبریک پیش کیا۔

حکومت بلوچستان کا مستحسن اقدام

کوئٹہ۔ حکومت بلوچستان نے قادیانیوں کے پانچ کتابچے فوری طور پر ضبط کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ ان کتابچوں کا رکھنا، فروخت کرنا یا اس سے کوئی اقتباس شائع کرنا ممنوع قرار دے دیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ اقدام اس لئے کیا گیا ہے کہ ان کتابچوں میں ایسا مواد موجود ہے جس سے مذہبی جذبات مجروح ہو سکتے ہیں اور اس طرح سے فرقہ دارانہ فساد کا خطرہ بھی تھا جو اب ٹل گیا ہے۔

جن کتابچوں پر پابندی لگائی گئی ہے ان میں قیام پاکستان اور قومی نظریہ، قائد اعظم کلیرین کال اور قائد اعظم کا فرمان نام کے کتابچے بھی شامل ہیں۔ یہ کتابچے "انجمن تحفظ پاکستان لاہور" نے شائع کئے تھے۔ جس کے بارے میں عام لوگ جانتے ہیں کہ یہ قادیانیوں کا ذیلی ادارہ ہے۔ جو دوسرے دو کتابچے ضبط کئے گئے ہیں وہ ربوہ سے شائع ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک "آزاد کشمیر اسمبلی کی ایک قرارداد پر تبصرہ" کے نام سے "امام جماعت احمدیہ" کی طرف سے شائع ہوا ہے اور دوسرے کتابچے کا نام "مقام ختم نبوت" یعنی محمدیت کی تفسیر ہے۔ یہ کتابچہ امیر جماعت احمدیہ نے شائع کیا ہے۔

اعلان داخلہ

مدرسہ انوار الاسلام رجسٹرڈ جھنگ شہر کا واحد دینی ادارہ ہے۔ یہ ادارہ حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری کی یاد میں قائم کیا گیا ہے اور حکیم شیر محمد صوفی صاحب کی سرپرستی میں کام سرانجام دے رہا ہے۔ کم و بیش ڈیڑھ صد بیرونی و مقامی طلباء حفظ و ناظرہ کے شعبہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ دو مدرس انتہائی محنت کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ طلبہ کے قیام و طعام اور علاج کا مدرسہ کفیل ہے۔ شوال المکرم میں داخلہ جاری رہے گا۔ طلباء جلد رابطہ قائم کریں نیز جامع مسجد تقوی اور مدرسہ انوار الاسلام زیر تعمیر ہیں مخیر حضرات اس کار خیر میں حصہ لیں۔ فقط

حکیم صوفی شیر محمد مہتمم مدرسہ انوار الاسلام جامع مسجد تقوی
وارڈ نمبر ۷ جھنگ شہر

اعلان داخلہ

مدرسہ جامعہ عثمانیہ عیدگاہ شورکوٹ شہر کے درجہ حفظ و ناظرہ میں مزید ایک قاری صاحب اور درجہ کتب میں دو قابل مدرسین کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں لہٰذا محنتی طلباء کرام کے لئے درجہ حفظ و کتب میں ۳۰ شوال تک داخلہ جاری رہیگا۔ طلباء کرام موسم کا بستر ساتھ لائیں بقیہ قیام و طعام و کتب کا مدرسہ کفیل ہوگا۔

احقر بشیر احمد عفی عنہ مہتمم جامعہ عثمانیہ شورکوٹ شہر

اعلان

دار العلوم مدرسہ عربیہ اسلامیہ بوریوالہ میں نئے تعلیمی سال سے ذیل کے تعلیمی شعبوں کا اضافہ کیا جا رہا ہے

(۱) وہ طلباء جو دسویں جماعت سے اوپر ہوں یا وہ حفاظ جن کے پاس درس نظامی کی تکمیل کے لئے ۹ سال کا وقت نہیں، ان کے لئے ۳ سالہ مختصر اور آسان نصاب تجویز کیا گیا ہے۔ اس میں صرف و نحو آسان طریقے اور مختصر وقت میں تکمیل کرا کے ترجمہ قرآنِ پاک، حدیث میں مشکوٰۃ شریف، فقہ میں قدوری، ادب میں قصص النبیین اور قراۃ الراشدہ، تاریخ اور تقابل ادیان، تحریر و تقریر کی مشق کے مضامین ہوں گے۔ ان طلباء کے قیام و طعام کا مدرسہ کفیل ہوگا۔ کالج کی سالانہ تعطیلات، بورڈ اور یونیورسٹی کے امتحانات کے فوری بعد کے وقفہ میں بھی طلباء اس کی تکمیل کر سکتے ہیں۔

(۲) اس سے پہلے لڑکیوں کے لئے دار العلوم میں یہ نصاب پڑھایا جا رہا ہے۔ جس میں مزید توسیع کی جا رہی ہے۔ کم از کم پرائمری پاس یا اتنی استعداد کی لڑکیوں کو داخل کیا جاتا ہے۔ الحمد للہ کئی لڑکیاں ترجمہ قرآن پاک و حدیث کے اس تین سالہ نصاب سے فارغ ہو چکی ہیں

(۳) نیز درس نظامی میں بعض نئے اساتذہ کا تقرر کر کے ضروری اور کار آمد مضامین کا اضافہ کیا۔ مثلاً معاشیات، تاریخ، جغرافیہ، مضمون نویسی، خوش خطی، اردو عربی۔

(۴) درجہ حفظ میں بھی اردو مضامین کے لئے الگ استاد مقرر ہیں تاکہ قرآن مجید کے ساتھ تحریر و حساب وغیرہ سے یہ بچے محروم نہ رہیں۔

(۵) کالج کے طلباء اور کاروباری پڑھے لکھے لوگوں کو ترجمہ قرآنِ پاک پڑھانے کا رات کے وقت انتظام ہوگا داخلہ ۸ شوال تا ۲۰ شوال تک ہوگا، عمر کی کوئی قید نہیں ہوگی۔

الداعی :- احقر عبد الرحیم نعمانی مہتمم دار العلوم
مدرسہ عربیہ اسلامیہ بوریوالہ

طالبانِ علوم دینیہ کے لئے خوشخبری

مدرسہ عربیہ جامعہ کریمیہ محلہ محب علی شاہ کمالیہ میں امسال درجہ کتب کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ جس کے لئے حضرت مولانا حافظ خادم حسین مدظلہ العالی کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔

بیرونی طلباء کے لئے قیام و طعام کے علاوہ لباس اور ادویات کا انتظام مدرسہ کی طرف سے ہوگا داخلہ ۵ شوال سے شروع ہے۔

المشتہر حاجی اللہ بخش مہتمم مدرسہ جامعہ کریمیہ کمالیہ

طلباء دینی علوم کو خوشخبری

مدرسہ عربیہ بحر العلوم واقع عیدگاہ قدیمی کلورکوٹ میں بہت عرصہ سے دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے گذشتہ سال کی طرح اس دفعہ بھی مولانا عبد المجید صاحب جو کہ دار العلوم کبیر والہ کے فاضل ہیں کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔ داخلہ ۲۰ شوال ۱۳۹۲ھ تک ہوگا قیام و طعام و صابن و تیل و کتب درسیہ کا مدرسہ کفیل ہوگا۔ شائقین حضرات سے اپیل ہے کہ وہ وقت مقررہ پر تشریف لا کر داخلہ لیں۔

از طرف مولانا محمد معصوم صاحب قریشی مہتمم مدرسہ عربیہ بحر العلوم عیدگاہ قدیمی کلورکوٹ تحصیل بھکر ضلع میانوالی

اعلان داخلہ

جامعہ مدنیہ کیمبل پور زیر سرپرستی حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی عرصہ دس سال سے دینی علوم کی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔ اس جامعہ میں تعلیم القرآن ناظرہ حفظ، قاری کلاس، ترجمہ اور درس نظامی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ بیرونی طلباء کی خوراک، لباس، کتب اور علاج کا بھی مدرسہ کفیل ہے۔ امسال انشاء اللہ داخلہ ۸ شوال تا ۱۶ شوال جاری رہے گا۔ اس علمی، دینی اور روحانی درسگاہ میں داخل ہو کر علوم نبوت حاصل کریں۔

(الحاج عبد الرحمٰن ناظم)

داخلہ
طلباء کے لئے خوشخبری

مدرسہ عربیہ نور الہدیٰ بمقام مرید سوہا متصل ریلوے اسٹیشن پالی جانی ضلع حیدرآباد سندھ تقریباً دس سال سے دینی تعلیم کی خدمت انجام دے رہا ہے اس سال مدرسہ ہذا میں عربی تعلیم کے لئے ایک نئے استاد کا تقرر بھی کیا گیا ہے۔ نئے استاد مولانا حافظ عبد القیوم صاحب (جانیجہ) فاضل مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی کے فاضل اور نہایت محنتی ہیں۔ آپ صرف نحو منطق، فقہ، اصول، فلسفہ تک کی تعلیم کے علاوہ حدیث پاک بھی پڑھائیں گے۔

۵ شوال سے داخلہ شروع ہے۔ طلباء کی خوراک رہائش کا مکمل انتظام بھی کیا گیا ہے۔ طلباء کرام مقررہ تاریخ سے اپنے داخلہ کے لئے مدرسہ سے رابطہ قائم فرمائیں۔

میاں کریم دینہ مہتمم مدرسہ عربیہ نور الہدیٰ مرید سوہا متصل ریلوے اسٹیشن پالی جانی حیدرآباد سندھ

بقیہ :- اداریہ

اقوام متحدہ کے فیصلوں کا ہر لمحہ احترام کیا، عالمی رائے عامہ کو ملحوظ رکھا اور اسرائیل کی غنڈہ گردی کے باوجود شرافت و انسانیت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا مگر اسرائیل شرافت و انسانیت کا لباس اتار کر عالمی رائے عامہ کے سامنے عریاں ہو کر ناچتا رہا اور سلامتی کونسل نے خاموش تماشائی کا روپ دھار لیا۔ اب پھر عربوں نے جنگ بندی کے لئے سلامتی کونسل کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔ حالانکہ جنگ کی پوزیشن عربوں کی بہ نسبت اسرائیل کو زیادہ نقصان دہ تھی، مگر عرب عوام نے اقوام متحدہ کو ایک بار پھر آزمائش کا موقع دیا ہے اب دیکھتے ہیں اقوام متحدہ کا ادارہ مشرق وسطیٰ کے تنازعہ کا منصفانہ حل تلاش کر کے اس خطہ کو امن کی نوید دیتا ہے یا حسب سابق سرد مہری سے کام لے کر ایک اور عرب اسرائیل جنگ کا انتظار کرتا ہے۔ (۲۳۔ اکتوبر ۷۳ء)

مولانا شمس الدین کا انٹرویو

مدیر ترجمان اسلام نے جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کے امیر مولانا سید شمس الدین سے ان کے حالیہ دورہ پنجاب کے دوران ان سے تفصیلی انٹرویو لیا ہے جس میں ملکی و جماعتی مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ یہ انٹرویو ترجمان اسلام کے آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

صوبہ سرحد میں گرفتاریوں کا نیا سلسلہ

صوبہ سرحد کی حکومت نے سیاسی کارکنوں خصوصاً متحدہ جمہوری محاذ کے ارکان کی گرفتاریوں کا نیا سلسلہ شروع کر دیا ہے اور پشاور میں سینکڑوں کارکن گرفتار کر لئے ہیں، جن میں جمعیۃ کے راہنما مولانا محمد امیر بجلی گھر بھی شامل ہیں۔

ادھر ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں بھی متحدہ محاذ کے کارکن گرفتار کئے گئے ہیں۔ جن میں جمعیۃ کے امیر شیخ عزیز الرحمٰن اور مجاہد عزیز بھی شامل ہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم اعلیٰ صاحبزادہ عبدالباری جان نے ان گرفتاریوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے سیاسی انتقامی کارروائی قرار دیا اور مطالبہ کیا کہ ان راہنماؤں کو فی الفور رہا کیا جائے۔

امریکہ کی مذمت

جمعیۃ علما اسلام ضلع جہلم کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب ضلعی ناظم مولانا رشید احمد ارشد ضلع گجرات جمعیۃ کے امیر مولانا عبد اللطیف بالاکوٹی ناظم مولانا غلام رسول اور دیگر رہنماؤں نے اسرائیل کی پشت پناہی پر امریکہ کی مذمت کی ہے۔

اعلان داخلہ

مدرسہ محمدیہ رجسٹرڈ علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ میں یکم شوال سے درجہ حفظ و ناظرہ اور کتب درس نظامی کے لئے داخلہ شروع ہے۔ پاکیزہ ماحول، محنتی اساتذہ اور معیاری تعلیم۔

شریف اور محنتی طلباء کو خوراک پوشاک کے علاوہ دس روپے ماہوار وظیفہ دیا جاتا ہے۔

محمد اقبال نعمانی مہتمم مدرسہ محمدیہ جامع مسجد مرکزی علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ

اعلان داخلہ

مدرسہ قاسم العلوم متعلقہ انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور میں دورہ حدیث کے سوا درس نظامی کی تمام کتب پڑھائی جاتی ہیں۔ امسال داخلہ ۷ شوال المکرم سے شروع ہو جائے گا اور چونکہ مختصر ہوگا۔ اس لئے خواہشمند حضرات جلد پہنچنے کی کوشش کریں۔ نیز سکولوں کالجوں کے طلبہ اور دفتری ملازمین کے لئے ایک خاص کورس مرتب کیا گیا ہے جس میں صرف و نحو کے مختصر قواعد کے ساتھ قرآن کریم ترجمہ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مرتب کردہ خلاصۃ المشکوٰۃ پڑھائی جائے گی۔ اس کلاس کا وقت بعد از مغرب ہوگا۔ شائقین کو موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

(مولانا) گلزار احمد صاحب خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

دار التوحید والسنۃ منڈھیالہ تیگہ

مدرسہ دار التوحید والسنۃ منڈھیالہ تیگہ ضلع گوجرانوالہ کا داخلہ انشاء اللہ یکم شوال سے شروع ہو کر ۲۰ شوال تک رہے گا۔ جس میں تمام فنون عربیہ کے پڑھانے کے علاوہ اس سال کے لئے درجہ قرأت و تجوید کے لئے ایک قابل و ماہر قاری صاحب کی خدمات بھی حاصل کرلی گئی ہیں۔ جبکہ درجہ حفظ و ناظرہ پہلے ہی ایک محنتی حافظ و قاری صاحب پڑھا رہے ہیں۔ تمام طلبہ دینیہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وقت مقررہ پر تشریف لاکر داخلہ لیں اور مدرسہ کے اراکین کو خدمت کا موقعہ دیں۔

(نوٹ) طلبہ کے طعام، قیام و علاج کی ضروریات کا مدرسہ کفیل ہوگا۔

دار العلوم مدنیہ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

بیادگار شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

شائقین علوم عربیہ کیلئے خوشخبری

دار العلوم مدنیہ ڈسکہ کلاں میں گذشتہ سال کی طرح امسال بھی مکمل نصابی کتب کے علاوہ فاضل عربی کی مکمل تیاری کرائی جائے گی (انشاء اللہ) لہذا شائقین طلبہ یکم شوال تک ہمیں بذریعہ خط مطلع کریں تاکہ داخلہ میں سہولت ہو نیز طلباء کے لئے رہائش، خوراک، علاج، کتب بستر چارپائی وغیرہ کے علاوہ نقد وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ اہل ثروت حضرات دار العلوم کی مالی امداد فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

المشتہر :- ناظم دار العلوم مدنیہ حافظ محمد بشیر کشمیری ڈسکہ کلاں، ضلع سیالکوٹ

رپورٹ : قاضی محمد اشرف

طلباء کی سرگرمیاں

۲۵ ستمبر لاہور میں جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی جنرل کونسل کا جو اجلاس ہوا اس میں کئے گئے فیصلے مندرجہ ذیل ہیں :-

(۱) متحدہ محاذ کی تحریک کا ساتھ دینے کے لئے طلباء کا ایک محاذ ہونا چاہیئے تاکہ موجودہ حکومت پر زیادہ سے زیادہ دباؤ ڈال کر اصلاح حال کے لئے مجبور کیا جا سکے (سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلامی ملک میں غیر شرعی اور غیر اخلاقی جتنی بھی چیزیں موجود ہیں ان سب کا قلع قمع ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد ہر انسان کی بنیادی ضروریات جن کی ذمہ داری ہر حکومت پر عائد ہوتی ہے، وہ بھی باسانی میسر آنی چاہئیں) اس مقصد کے لئے طلباء کی مختلف تنظیموں کے سربراہوں سے رابطہ کے لئے چار حضرات پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی گئی جن میں نمبر ۱ میاں محمد عارف صاحب (۲) جاوید ابراہیم پراچہ (۳) رانا محمد اشفاق (۴) محمد اقبال صاحب شیخ شامل ہیں۔ میاں محمد عارف صاحب اس کمیٹی کے صدر مقرر کئے گئے۔

(۲) جمعیۃ طلباء اسلام کی تنظیمی سرگرمیوں کو تیز تر کرنے کے لئے تمام صوبوں کے بقایا شدہ ضلعوں کے ضلعی انتخاب کرائے جائیں۔ صوبہ پنجاب کے لئے ناظم انتخابات جناب رانا شمشاد صاحب (نائب صدر جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب) کو مقرر کیا گیا۔ وہ رمضان کے اختتام تک اس کام کو مکمل کریں گے۔

صوبہ سرحد کے لئے وہاں کے کنوینر صاحب قبلہ ایاز صاحب کو ناظم انتخاب مقرر کیا گیا۔ وہ بھی جلد از جلد وہاں کی تنظیم کی تکمیل کر کے مرکز کو رپورٹ پیش کریں گے۔ بعد ازاں صوبہ سرحد کے نئے انتخابات بھی کرائے جائیں گے۔

صوبہ سندھ میں کافی حد تک ضلعی انتخابات مکمل ہو چکے ہیں، بقایا اضلاع کے انتخابات بھی وہاں کے صدر جناب سید عبدالغفور شاہ صاحب مکمل کرا رہے ہیں

صوبہ بلوچستان میں وہاں کے ناگفتہ بہ حالات کی بنا پر کام کی رفتار قدرے سست ہے۔ حالات سازگار ہوتے ہی مرکزی راہنما وہاں کا دورہ کر کے کسی مناسب شخص کو بلوچستان کا کنوینر مقرر کریں گے۔ سابقہ کابینہ کے ساتھی اور دوسرے کارکن حتی المقدور کام کر رہے ہیں۔

(۳) مولانا غلام غوث ہزاروی کے جمعیۃ علماء اسلام سے اخراج کے بعد چند جگہوں پر کچھ ساتھی لاعلمی کی وجہ سے غلط فہمیوں کا شکار ہو گئے تھے اور چند ایک مفاد پرست عناصر تخریبی کارروائیوں میں مصروف تھے۔ لہٰذا اس تخریب کاری کی بنا پر کراچی کے بحر العلوم ہزاروی اور شمس القمر قاسمی کو جمعیۃ طلباء اسلام سے خارج کر دیا گیا تھا۔ بعد ازاں ان حضرات نے ہمارے چند ایک مخلص ساتھیوں کو ورغلانے کی کوششیں بھی کیں۔ لہٰذا ان تمام حقائق سے جنرل کونسل کے تمام ارکان کو آگاہ کیا گیا۔ اور ان حضرات کے پُرفریب ہتھکنڈوں سے ہشیار رہنے کی تلقین کی گئی۔ علماء حق میں سے حضرت درخواستی مدظلہ العالی، حضرت مفتی محمود صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ کے سیاسی و مذہبی موقف کی پرزور تائید کی گئی۔ اور ان حضرات پر سو فیصد اعتماد کا اظہار کیا گیا۔

(۴) بہاولپور یونیورسٹی سے خارج شدہ ۹ پٹھان طلباء جو ہماری جمعیۃ طلباء کے کارکن بھی ہیں ان کے کیس کی پیروی کے لئے جاوید ابراہیم پراچہ اور میاں محمد عارف پر مشتمل دو رکنی کمیٹی قائم کی گئی جو اس کیس میں ذمہ داری سے کام کرے گی۔

(۵) مرکزی دفتر کے اخراجات کے لئے فنڈ کی فراہمی پر غور کیا گیا۔ تمام نچلی شاخوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ زیادہ سے زیادہ ہنگامی فنڈ اکٹھا کر کے مرکز کو ارسال کریں۔

قراردادیں

(۱) جتنا عرصہ تعلیمی ادارے بند رہے ہیں۔ اس کی فیس طلباء سے وصول نہ کی جائے اور سیلاب سے متاثر طلباء کی فیس بھی مکمل طور پر معاف کی جائے۔

(۲) طویل عرصہ کالجز بند رہنے کی وجہ سے کورسز بھی بخوبی مکمل نہیں ہو سکے۔ اس لئے امتحانات کی تواریخ بھی بڑھائی جائیں۔

(۳) بہاولپور یونیورسٹی سے خارج شدہ ۹ پٹھان طلباء کے خلاف قائم شدہ مقدمہ فوراً واپس لیا جائے اور ان کو داخلہ کی اجازت دی جائے ورنہ پنجابی پٹھان کی بنیاد پر اگر یہ قصہ چل نکلا تو حالات مزید خراب ہونگے اور اس کی تمام تر ذمہ داری حکومت وقت پر عائد ہوگی

ضروری اعلانات

● – (۱) جمعیۃ طلباء اسلام کی تمام شاخوں سے اپیل ہے کہ وہ مرکزی دفتر کو جمعیۃ طلباء اسلام کے ایسے ارکان کے نام و پتے فوری طور پر ارسال کر دیں، جنہوں نے لاہور میں داخلہ لیا ہو۔ اگر وہ ساتھی خود پڑھیں تو فوراً مرکزی دفتر سے رابطہ قائم کریں۔

● – (۲) جمعیۃ طلباء اسلام کا خبر نامہ "عزم" ٹریکٹ نمبر ۲ چھپ رہا ہے۔ تمام شاخیں مطلوبہ تعداد سے فوری مطلع فرمائیں۔ ۶۰ پیسے فی پرچہ کے حساب سے رقم بھی پیشگی ارسال فرمائیں اور جن کی طرف پہلے "عزم" کے پیسے ہیں وہ بھی براہ کرم ارسال فرما دیں تاکہ یہ سلسلہ باقاعدگی سے جاری رہے۔

● – (۳) تمام شاخیں ہفتہ وار میٹنگ باقاعدگی سے منعقد کریں اور اس کی رپورٹ بھی باقاعدگی سے مرکزی دفتر کو ارسال کرتے رہیں۔

● – (۴) چونکہ تعلیمی ادارے کھل چکے ہیں اس لئے اپنے اپنے تعلیمی اداروں میں تنظیمی کام کو تیز تر کرنے کے لئے کالج و سکول یونٹس بھی قائم کریں اور زیادہ سے زیادہ ساتھیوں تک اپنے پروگرام کو پہنچانے کے لئے باقاعدگی کے ساتھ اجلاس یا کارنر میٹنگز منعقد کرتے رہیں۔ ہر ایک کارکن اپنی ہفتہ وار کارکردگی کی رپورٹ اپنے شہر کے صدر کو پیش کرے۔ ہر شاخ کے صدر کو بھی چاہیئے کہ وہ بھی اپنے ارکان سے کارکردگی کی رپورٹ حاصل کر کے اپنے صوبہ یا مرکز کو ارسال کرتا رہے۔

● – (۵) تمام شاخوں کو یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ عربوں کے جہاد میں شرکت کے لئے مجاہدین کی فہرست تیار کر کے مرکز کو بھیج دیں۔ علاوہ ازیں عربوں کی حمایت میں اپنے جذبات کے اظہار کے لئے جلسے جلوس بھی نکالیں، اسرائیل اور اس کے سرپرست برطانیہ اور امریکہ کی پرزور مذمت کریں۔ حکومت پاکستان سے بالخصوص اور دیگر اسلامی ممالک سے بالعموم امریکہ و برطانیہ سے سفارتی تعلقات منقطع کرنے کا مطالبہ بھی کیا جائے۔ اخبارات میں بیانات بھی دیتے رہیں۔ عربوں کی فتح اسرائیل امریکہ اور برطانیہ کی ہلاکت کی دعائیں بھی آخری شب میں گڑگڑا کر کرتے رہیں۔

تقریری و تحریری مقابلہ

۴ نومبر ۱۹۷۳ء کو میمن مسجد بیراج روڈ سکھر میں جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ کی جانب سے خیرپور ڈویژن کی سطح پر ایک تقریری و تحریری مقابلہ ہو رہا ہے

پروگرام

مقابلہ مضمون نویسی — ۱۱ بجے دن

مندرجہ ذیل عنوانوں میں سے کسی بھی ایک پر مقابلہ ہوگا۔ حصہ لینے والے دونوں عنوانوں کی تیاری کر کے آئیں

۱ – اسلام صرف عبادت نہیں بلکہ مکمل نظام حیات ہے

۲ – علماء کرام کی ضرورت ہر دور میں۔

تقریری مقابلہ — ۲ بجے دن

عنوان — مسلمان کامل کسے کہتے ہیں

کامیاب ہونے والے طلباء کو انعام کی تقسیم جناب محمد زمان خاں صاحب اچکزئی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام صوبہ بلوچستان و سینیٹر کے دست مبارک سے ہوگی۔ بعد ازاں ان کا خطاب بھی ہوگا۔

(باقی ص ۱۴)

بقیہ — طلباء کی سرگرمیاں

مولانا شمس الدین کے اعزاز میں استقبالیہ

۲۰ر اکتوبر ۱۹۷۳ء کو جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی طرف سے لاہور میں مجاہد ملت حضرت مولانا شمس الدین شہید ڈپٹی سپیکر بلوچستان اسمبلی و امیر جمعیۃ علماء اسلام صوبہ بلوچستان) کے اعزاز میں ایک افطار پارٹی دی گئی اس تقریب میں مختلف سیاسی جماعتوں کے لیڈروں طلباء علم راہنماؤں اور جمعیۃ طلباء اسلام کے مرکزی رہنماؤں اور سرپرستوں نے بھی شرکت کی۔ عصر کے بعد تقریب کا آغاز ہوا۔ مرکزی صدر محمد اسلوب قریشی نے خطبہ استقبالیہ میں مولانا کی خدمات کو سراہا۔ بعد ازاں مولانا شمس الدین صاحب نے بلوچستان کی سیاسی صورت حال پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا۔ اس کے بعد افطاری ہوئی اور یہ تقریب سعید دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

ضروری اعلان

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ کی جنرل کونسل کا ایک اہم اجلاس ۴ر نومبر ۱۹۷۳ء بروز اتوار بمقام میمن مسجد بیراج روڈ سکھر میں منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں صوبہ سندھ کی مجلس عاملہ کے عہدیدار مجلس شوریٰ کے ارکان تمام اضلاع کے صدر اور نظماء اعلیٰ شریک ہوں گے۔ ان تمام حضرات کی شرکت لازمی ہے۔ اگر کسی جگہ ضلعی انتخابات ابھی نہ ہوئے ہوں تو وہاں کے کنوینرز شرکت کریں۔

اس اجلاس میں مرکزی راہنما جناب سید مطلوب علی زیدی بھی شرکت کریں گے۔

جنرل کونسل کے تمام ارکان کو دعوت نامے ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ اگر کسی صاحب کو دعوت نامہ نہ ملا ہو تو وہ اسی اعلان کو دعوت نامہ تصور کرتے ہوئے شرکت کریں۔

الداعی۔ سید عبد الغفور شاہ صدر جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ)

مقام مسرت

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے تمام اراکین و معاونین و سرپرست حضرات کے لئے یہ خبر یقیناً باعث مسرت ہے کہ ہمارے صوبہ سرحد کے کنوینر جناب قبلہ ایاز نے بی، اے فائنل کا امتحان پورے صوبہ میں تیسری پوزیشن حاصل کر کے پاس کر لیا ہے۔ یہ ہمارے لئے خوشی کا مقام ہے کہ ہمارے ساتھی جہاں تنظیمی امور میں پوری تندہی سے دلچسپی سے کام کرتے ہیں وہاں تعلیمی قابلیت میں بھی پیچھے نہیں ہیں۔ ان کی یہ پوزیشن پوری جمعیۃ طلباء اسلام کے لئے باعث فخر ہے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اول اور دوئم پوزیشن حاصل کرنے والے بھی صرف ۸ اور ۹ نمبر ہی زیادہ حاصل کر سکے ہیں۔ بہر حال ہم جناب قبلہ ایاز کو اس کامیابی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہر قدم پر شاندار کامیابی عطا فرمائیں (ادارہ)

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ کے ناظم محمود الحسن صاحب کا تنظیمی دورہ

گذشتہ ماہ ۱۴ر ستمبر کو جناب محمود الحسن نے ضلع سکھر اور گرد و نواح کے علاقوں کا دورہ شروع کیا

دورہ کی ابتدا محمد آباغ سے ہوئی۔ اس کے بعد چک ضلع سکھر تشریف لے گئے۔ وہاں سے آپ شکارپور پہنچے۔ بعد ازاں جناب سید لیاقت علی شاہ صاحب صوبائی خازن بھی اس دورے میں شریک ہو گئے اور ان دونوں حضرات نے مل کر ڈریہہ۔ محبوب گوٹھ اور کنڈو واہن کا دورہ کیا۔

محمد آباغ میں طلباء کی ایک خصوصی میٹنگ کے علاوہ ایک عام اجلاس سے بھی خطاب کیا۔ چک ضلع سکھر میں طلباء کے ایک عظیم اجتماع سے خطاب ہوا۔

(شکارپور میں بھی طلباء سے خصوصی خطاب کے علاوہ ایک جلسۂ عام میں تقریر ہوئی۔ اس جلسۂ عام میں حضرت مولانا عبد الکریم صاحب مدظلہ بیر شریف اور حضرت مولانا عبد العزیز مدظلہ (خلیفہ حضرت امروٹیؒ) نے خطاب فرمایا۔

ڈریہہ۔ محبوب گوٹھ اور کنڈو واہن میں بھی حضرت مولانا بیر شریف والوں کی معیت میں جانا ہوا اور ہر جگہ دونوں صوبائی راہنماؤں نے خصوصی خطاب کے علاوہ جلسہ ہائے عام سے بھی خطاب فرمایا۔ دونوں راہنماؤں نے ہر جگہ جمعیۃ طلباء اسلام کا پروگرام پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ جمعیۃ طلباء اسلام علماء حق کی راہنمائی میں اسلامی اقدار کے احیاء اور دین کی سربلندی کے لئے دن رات کام کر رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جمعیۃ طلباء اسلام کے قیام کے بعد انگریزی سازش کمزور ہوتی جا رہی ہے جو کہ اس نے مسٹر اور ملا کے وسیع خلیج پاٹ کر نظام تعلیم کو دو حصوں میں تقسیم کے ذریعہ کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ جمعیۃ طلباء اسلام کے وہ ارکان خوش نصیب ہیں جو اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لئے دن رات کوشاں ہیں۔

عرب اتحاد پر اظہار مسرت

لائلپور۔ گذشتہ روز متحدہ جمہوری محاذ کے زیر اہتمام اسرائیلی جارحیت کے خلاف ایک عظیم الشان جلسۂ عام چوک گھنٹہ گھر میں بوقت ½۴ بجے شام زیر صدارت جناب ایم، اے حمزہ صدر متحدہ محاذ ضلع لائلپور ہوا، جس میں جناب حمزہ اور دیگر مقررین کے علاوہ حضرت مولانا عبد العلیم جالندھری امیر شہری و نائب صدر متحدہ محاذ نے بھی خطاب فرمایا۔ آپ نے اسرائیلی جارحیت کی مذمت کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کیا کہ عرب بھائیوں کی عملی طور پر مادی، مالی، فوجی ہر قسم کی مکمل امداد کی جائے۔ آپ نے عرب ممالک کے اتحاد پر خوشی کا اظہار کیا اور ان کو خراج تحسین پیش کیا آپ نے فرمایا کہ عربوں کی جنگ میں ہر مسلمان کو حصہ لینا فرض ہے

بقیہ۔ مشرق وسطیٰ کی جنگ

اندر ایک نہ سرد ہونے والا جذبہ رکھتے ہیں۔ اسرائیل کے مغربی آقاؤں کو اب یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے عرب اتحاد کی لڑی میں منسلک ہو چکے ہیں۔ تاریخ گواہ ہے جو قومیں متحد ہو جاتی ہیں، اصول جن کی راہنمائی کرتے ہیں اور حق پر ہوتی ہیں آخری فتح انہیں کی ہوتی ہے۔ پاکستانی وزیر اعظم نے عرب سربراہوں کے نام جو پیغام بھیجا ہے وہ پاکستانی عوام کے احساسات کی ترجمانی کرتا ہے۔ پاکستانی عوام عرب اسرائیل جنگ کو پاکستان کا مسئلہ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ یہ مقامات مقدسہ کی آزادی، عالم اسلام کے وقار اور اسلامی غیرت و حمیت کا مسئلہ ہے۔ ہماری وزیر اعظم بھٹو سے یہ گذارش ہے کہ وہ فوری عملی طور پر عربوں کی حمایت کے لئے کوئی قدم اٹھائیں تاکہ فلسطین آزاد ہو سکے۔ اور پاکستانیوں کو سقوط ڈھاکہ کی شکل میں جو صدمہ اور دکھ درد پہنچا ہے اس کا مداوا ہو سکے۔ اور نہیں تو کم از کم فوج کے وہ ڈویژن جو بلوچستان میں جمہوری عمل کو قتل کرنے کے لئے استعمال کئے جا رہے ہیں انہیں بیت المقدس کی آزادی کے لئے بھیج دیا جائے تاکہ کل پاکستانی بھی سرخرو ہوں۔

بقیہ : جواب آں غزل

ان مختصر باتوں سے امید ہے کہ غلط فہمی کے شکار لوگوں کا ذہن انشاءاللہ صاف ہو جائے گا۔ اور جن لوگوں نے علمائے کرام اور خاص کر حضرت مفتی صاحب کے خلاف زہر اگلنے کو اپنا ایمان سمجھ لیا ہے ان کے لئے صرف یہ کہہ دینا کافی ہو گا۔

موتو بغیظکم !

بقیہ۔ امریکی سامراج کی حمایت کیوں؟

عورتوں اور بچوں پر نیپام بم برسا رہا ہے۔ آپ سے ہرگز یہ توقع نہیں تھی کہ جمعیۃ سے اخراج کا انتقام آپ سامراجیوں کی حمایت کر کے لیں گے۔

ولی خان پر حملہ کی مذمت

لائلپور۔ جمعیۃ علماء اسلام شہر لائلپور کے امیر مولانا عبد العلیم صاحب جالندھری، چوہدری فضل محمد نائب امیر، مولانا محمد یوسف ربانی ناظم عمومی، صوفی محمد بشیر خاں ناظم نشر و اشاعت نے مشترکہ بیان میں نیشنل عوامی پارٹی کے سربراہ اور قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے قائد جناب خان عبد الولی خان پر قاتلانہ حملہ پر شدید غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے پرزور مطالبہ کیا کہ مجرموں کو فوراً گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے اور آئندہ کے لئے اس قسم کی غنڈہ گردی کا مکمل طور پر سدباب کیا جائے۔

کتاب الکبائر
قسط نمبر ۹

تالیف :- امام شمس الدین الذہبی رح
ترجمہ :- زاہد الراشدی

ماں باپ کی نافرمانی

آٹھواں کبیرہ گناہ ماں باپ کی نافرمانی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

وقضی ربك الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندك الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا

اور تیرے رب نے حکم کر دیا کہ بجز اس کے کسی کی عبادت نہ کرو اور اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں تیرے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو کبھی ان کو ہوں بھی مت کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے ساتھ شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرما، جیسے کہ انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا پرورش کیا ہے۔

یعنی ماں باپ کے ساتھ نرمی شفقت اور رحمدلی کا برتاؤ کرو، اگر وہ بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے ساتھ سخت گفتگو نہ کرو اور اسی طرح ان کی خدمت کرو جس طرح انہوں نے تمہاری خدمت بچپن میں کی تھی، مگر اس کے باوجود برابری نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ تو اس وقت تمہاری گندگی بھی اٹھاتے تھے اور تمہاری زندگی کی دعائیں کرتے تھے اور تمہیں ان کے بڑھاپے کے وقت دکھ پہنچے تو ان کی موت مانگتے ہو، تمہیں چاہیئے کہ ان کی سختی بھی برداشت کرو ان سے نرمی کے ساتھ گفتگو کرو۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا :-

ان اشکرلی ولوالدیك الی المصیر — میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر گذار بن جا، میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے

پس غور کرو اللہ تعالیٰ نے اپنی شکر گذاری کے ساتھ ماں باپ کی شکرگذاری کو ملا کر بیان کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رض نے فرمایا، تین آیتیں تین آیتوں کے ساتھ جڑی ہوئی (مقرون) ہیں ایک ان میں سے اپنی ساتھی کے سوا اکیلی قبول نہیں ہوتی۔ ایک آیت میں اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول، پس جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کی اس سے خدا کی اطاعت قبول نہیں کی جائے گی۔ دوسری آیت میں ہے "واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ" پس جس نے نماز پڑھی اور زکوٰۃ نہ دی (اس سے انکار کیا) تو اس سے نماز قبول نہیں کی جائے گی۔

تیسری آیت میں ہے "ان اشکرلی ولوالدیك" پس جس نے خدا کا شکر ادا کیا اور ماں باپ کا شکر گذار نہ بنا اللہ تعالیٰ کا شکر قبول نہیں ہوگا۔ اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا ماں باپ کی رضا میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے (ترمذی) حضرت ابن عمرو رض سے روایت ہے ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے ساتھ جہاد پر جانے کی اجازت مانگی۔ آپ نے پوچھا کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا۔ پھر تو انہیں میں جہاد کر (بخاری) غور فرمایئے اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کی خدمت کو کس طرح جہاد پر فضیلت دی ہے۔

صحیحین میں روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہوں کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ ایک شرک ہے اور دوسرا ماں باپ کی نافرمانی، اور صحیحین ہی کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ نے فرمایا، تین آدمی جنت میں نہیں جائیں گے (۱) ماں باپ کا نافرمان (۲) شراب کا عادی (۳) نیکی کر کے جتانے والا۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر اللہ تعالیٰ "اف" سے کم درجہ کی کوئی بات جانتے تو اس سے بھی منع فرماتے، پس ماں باپ کا نافرمان جو عمل چاہے کرتا رہے وہ جنت میں نہیں جائے گا اور ماں باپ کا فرمانبردار جو عمل چاہے کرتا رہے وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔

(رواہ الدیلمی من حدیث احرم بن جوشب وقال السیوطی احرم کذاب متہم)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ماں باپ کے نافرمان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص پر خدا کی لعنت جس نے اپنی ماں یا باپ کو گالی دی (رواہ ابن حبان)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر گناہ کی سزا کو اللہ تعالیٰ جس کے لیئے چاہتا ہے قیامت تک مؤخر کر دیتا ہے، مگر ماں باپ کی نافرمانی کی سزا اللہ تعالیٰ اسی دنیا میں دیتے ہیں (رواہ الحاکم وقال صحیح)

حضرت کعب الاحبار رح نے فرمایا اللہ تعالیٰ ماں باپ کے نافرمان کی ہلاکت کو جلدی کر دیتے ہیں اور اسے سزا دیتے ہیں اور اگر بندہ ماں باپ کا فرماں بردار ہو تو اس کی عمر میں برکت دیتے ہیں اور اسے نیکی اور خیر کی مزید توفیق دیتے ہیں اور ماں باپ کی فرمانبرداری اور ان کے ساتھ نیکی کی ایک بات یہ بھی ہے کہ ان کی ضروریات پر خرچ کیا جائے۔

ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا ماں باپ مجھ سے میرا مال لینا چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا، انت و مالك لابیك۔ تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کے ہیں۔

حضرت کعب الاحبار رح سے سوال کیا گیا کہ حضرت ماں باپ کی نافرمانی کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ماں باپ کی عدم اطاعت یہ ہے کہ اگر وہ کسی بات کی قسم اٹھالیں تو یہ اس کو پورا نہ کرے اور اگر وہ کسی بات کا حکم دیں تو یہ اس کی تعمیل نہ کرے اور اگر وہ اس سے کوئی چیز مانگیں تو یہ انہیں نہ دے اور اگر وہ اسے کوئی امانت سپرد کریں، تو اس میں خیانت کرے۔

مفتی محمود صاحب دورہ حدیث پڑھائینگے

ملتان - مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر میں شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمود صاحب شروع سال سے دورہ حدیث پڑھائینگے داخلہ شوال سے شروع ہو گیا ہے یہ فیصلہ مدرسہ قاسم العلوم کی مجلس عاملہ نے کیا جس میں شرکت کے لئے مفتی صاحب ملتان تشریف لائے تھے۔ طلباء کو حسب سابق قیام و طعام کی سہولتیں دی جائینگی۔ داخلہ کے لئے جلد ... (مفتی) ... مدرسہ قاسم العلوم ملتان)